www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ

المرشد

فروری
2005ء

قد افلح من تزکّٰی وذکر اسم ربہ فصلّٰی

القرآن الکریم

ترجمہ

وہ فلاح پا گیا جس نے تزکیہ کر لیا اور اپنے
رب کے نام کا ذکر کیا پھر نماز کا پابند ہو گیا۔

"سونامی" کی تباہ کاریاں ـــــ دنیا کیلئے مقام عبرت!

www.naqshbandiaowaisiah.com

ماہنامہ
المُرشد

بانی : حضرت العلام مولانا اللہ یار خانؒ مجدد سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

سرپرست : حضرت مولانا محمد اکرم اعوان مدظلہ العالی شیخ سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ

فروری 2005ء ذوالحجہ/محرم ۱۴۲۵ھ

جلد نمبر 26 ✵ شمارہ نمبر 6

مدیر

چودھری محمد اسلم

جوائنٹ ایڈیٹر : ضمیر حیدر

سرکولیشن منیجر : رانا جاوید احمد

کمپیوٹرڈیزائننگ اینڈ لے آؤٹ

رانا شوکت حیات، محمد ندیم اختر

قیمت فی شمارہ 25 روپے

LRL # 41

اس شمارے میں

1- (اداریہ)	محمد اسلم	3
2- اقوالِ شیخ	امیر محمد اکرم اعوان	4
3- گناہ کا آسان ہونا سخت آزمائش ہے	امیر محمد اکرم اعوان	06
4- کون آئے گا؟	امیر محمد اکرم اعوان	15
5- جنت کیسے ملے گی؟	امیر محمد اکرم اعوان	22
6- کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے	امیر محمد اکرم اعوان	30
7- سوال و جواب	امیر محمد اکرم اعوان	39
8- ہم قربانی کیوں کرتے ہیں؟	امیر محمد اکرم اعوان	47
9- المرشد کا مقام اور ہماری ذمہ داری	ضمیر حیدر	54

بدل اشتراک	سالانہ
پاکستان	250 روپے
بھارت/سری لنکا/بنگلہ دیش	
مشرق وسطی کے ممالک	100 ریال
برطانیہ - یورپ	35 اسٹرلنگ پاؤنڈ
امریکہ	60 امریکن ڈالر
فارایسٹ اور کینیڈا	60 امریکن ڈالر

انتخاب جدید پریس ـ لاہور 042-6314365

ناشر ـ پروفیسر عبدالرزاق

رابطہ آفس = ماہنامہ المُرشد اے ـ ٹی ـ ایم ـ بلڈنگ پل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد ـ فون 041-668819

Web Site : www.alikhwan.org.pk

E.Mail : info@alikhwan.org.pk

سرکولیشن آفس = ماہنامہ المُرشد اویسیہ سوسائٹی کالج روڈ ٹاؤن شپ لاہور ـ فون 042-5182727

www.naqshbandiaowaisiah.com

"جس دور میں کوئی صوفی ہوتا ہے اس زمانے کے لوگوں کے کردار اس کی زندگی سے متاثر ہوتے ہیں اور یہ اثرات پھیلتے جاتے ہیں۔ آپ کو زندگی پورے ماحول کو مدنظر رکھتے ہوئے بسر کرنی چاہیئے۔ اپنے کردار میں' گفتار میں' سونے اور جاگنے میں' کھانے اور پینے میں' زندگی کے معمولات میں وہ انداز اختیار کریں جو آپ دوسروں میں دیکھنا چاہتے ہیں' وہ انداز جو آپ میدان حشر میں رب العالمین یا بارگاہ نبوت کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔"

اقتباس از "کنز الطالبین"

تاجران : کاٹن یارن اینڈ پی سی یارن

تعاون

شیخ ناصر' شیخ عبدالستار گلی نمبر 1 بالمقابل رحمان مارکیٹ

منٹگمری بازار' فیصل آباد فون 041-617057-611857

www.naqshbandiaowaisiah.com

اداریہ
سونامی کی تباہ کاریاں......دنیا کے لئے مقامِ عبرت!

عشرت کدوں کا روپ دھارے اور روشنیوں سے جگمگاتے' ساحل سمندر پر آباد مختلف ممالک کے پر آسائش اور بارونق جزیرے بے رحم سمندری موجوں کی زد پر تھے۔ آنِ واحد میں لاکھوں انسان موت کے منہ میں چلے گئے۔ دنیا تڑپ اٹھی' ذرائع ابلاغ چلا اٹھے' فلاحی تنظیمیں حرکت میں آ گئیں''ڈیزی کٹر'' بموں کی ہلاکت خیزی کے خاموش تماشائی آج امدادی کیمپ لگا کر بیٹھ گئے۔ دنیا کا ردِعمل بجا' انسانیت کی ہمدردی اور خدمت کا جذبہ لائق تحسین' ہر دردمند دل کا بھر آنا عین فطری' مگر سوال یہ ہے کہ یہ سب کچھ کیا پہلی دفعہ ہوا؟ قدرتی آفات کیوں آتی ہیں؟ ان سے مقصود و مطلوب کیا ہے؟

لاریب کتاب قرآن حکیم نے ان تمام سوالات کے جوابات بیان فرمائے ہیں۔ ایسی بہت سی بستیوں کا ذکر فرمایا ہے جن کے نشانات تک مٹا دیئے گئے۔ اس ہلاکت خیزی کی بنیادی وجہ ان کی بداعمالیوں کو قرار دیا اور غور و فکر کرنے والوں کے لئے عبرت کا سامان مہیا کرنا عذاب الٰہی کے بیان کا واحد مقصد ٹھہرایا۔ عذاب الٰہی سے محفوظ رہنے کا صرف ایک ہی طریقہ بیان فرمایا کہ ''ہم بستیوں کو ہلاک نہیں کرتے مگر اس حالت میں کہ ان کے باشندے ظالم ہوں''۔ گویا دنیا میں ظلم بپا کرنا عذاب الٰہی کو دعوت دینا ہے! یاد رکھیں اللہ کے کسی بھی حکم کی نافرمانی گناہ ہے اور گناہ کی ہر صورت ظلم کہلاتی ہے۔ چاہے اُس کا تعلق فرد کی ذات کے ساتھ ہو یا معاشرے کے ساتھ۔

''سونامی'' کے متاثرین کی بحالی کے لئے ہمہ تن مصروف آج کی جدت پسند اور روشن خیال دنیا کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ وسائل اور طاقت و قوت کے گھمنڈ میں دنیا کو روند ڈالنے والوں کو غور کرنا چاہئے۔ کفر کی تقلید میں جائز و ناجائز کی تمیز کھو بیٹھنے والے نام نہاد مسلمانوں کو بھی اللہ رب العزت کے دروازے پر رجوع ہو جانا چاہئے ورنہ دنیا میں اس سے بڑا حادثہ بھی رونما ہو سکتا ہے۔

Mu...d aslam

www.naqshbandiaowaisiah.com

اقوالِ شیخ

جب تک برکات نبوت اور ان کی روشنی دل میں نہ آئے وہ قوت یقین حاصل نہیں ہوتی جو انقلاب آفرین ہوتی ہے۔ اور اگر وہ قوت نصیب نہ ہو تو آدمی زندگی بھر ڈگمگاتا رہتا ہے۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 16

ہم دوسرے کی گندم چھین سکتے ہیں لیکن ہم کھا وہی سکتے ہیں جو ہمارے وجود کا حصہ ہے، باقی دوسروں کے لئے رہ جائے گا۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 20

دینی امور میں راہنمائی حاصل کرنا، برکات حاصل کرنا، اذکار کرنا، انوارات کا حاصل کرنا، قوت نورانی کا حاصل کرنا اسی کو اصل میں فیض کہا جاتا ہے۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 24

ایمان کا تقاضا یہ ہے کہ ہر عمل کرنے سے پہلے یہ دیکھ لیا جائے کہ جو کچھ میں کرنے چلا ہوں اس کا دائمی اور اُخروی نتیجہ کیا ہے۔ اب یہ اُخروی نتیجہ بتائے گا کون......؟ اس کا ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 27

ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ولی اللہ وہ ہوتا ہے جس کے پاس جانے سے دنیا کا کوئی نہ کوئی کام سنور جائے۔ بنیادی طور پر یہ ہندومت کا عقیدہ ہے۔ اسلام کا اس سے کوئی تعلق نہیں۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 28

مومن ہر کام کے نتائج کو معاشرے کی نگاہ سے نہیں دیکھتا' اپنے عقل کی نگاہ سے نہیں دیکھتا' اباؤاجداد کی رسومات کی نگاہ سے نہیں دیکھتا' بلکہ مومن دیکھتا ہے نبی کریم ﷺ کی نگاہ سے۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 28

جنت کی ساری شہرت بھی اُسی لذت پر ہے جو قُربِ الٰہی کی لذت ہے اور یہ جو جہنم کے عذابوں کا شور ہے اس کے پیچھے بھی یہی ہے کہ اللہ کی رحمت سے بہت دوری ہو جائے گی۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 29

دنیا میں کافر کو بادشاہی تو مل سکتی ہے' سلطنت تو مل سکتی ہے' دولت تو مل سکتی ہے' موٹر تو مل سکتی ہے' محل تو نصیب ہو سکتا ہے لیکن اُس کے دل کو سکون کا کوئی لمحہ نصیب نہیں ہوتا۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 29

ایک آدمی کسی سے انعام لیتا ہے دوسرا اُس کے گھر میں چوری کر لیتا ہے' مزدوری کر کے لینے والا یا انعام لینے والے اور چوری کرنے والے میں جو فرق ہے وہ اطاعت کرنے اور نہ کرنے والے میں فرق ہوگا۔ رزق دونوں کو مل جائے گا۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 31

ہر طرح کے کفر سے آپ ﷺ کے راستے میں رکاوٹ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی لیکن سب سے زیادہ جو ایذا نبی کریم ﷺ کو پہنچی' جو معاندانہ کوششیں اسلام کے راستے میں کی گئیں' دین کو روکنے کے لئے کی گئیں۔ ان میں سب سے زیادہ حصہ یہود کا تھا۔

المرشد۔ فروری 1989ء صفحہ 34

www.naqshbandiaowaisiah.com

جہاں معاملہ فرد اور دوسری مخلوق کے درمیان ہے وہاں ذات باری نے زیادہ پابندی لگادی

شریعت محمدیہ ﷺ جب نازل ہوئی تو صحرا نشینوں نے اٹھ کر روئے زمین سے بُرائی کی جڑ اکھیڑ دی۔

گناہ تک آسانی سے رسائی ہو جانا' ایک آزمائش ہے اور بہت سخت آزمائش ہے۔

خطاب

شیخ المکرّم امیر محمد اکرم اعوان

دار العرفان منارہ۔ چکوال

30-07-2004

مدارِ نجات جو ہے وہ بُرائی اور ظلم سے مقابلہ قرار دیا گیا ہے۔

جنت بہت کچھ ہے مگر ایک خاص قسم کے لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے۔

ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم اسلام کو بحیثیت دین سمجھنے کی زحمت نہیں کرتے۔

مسلمان کا کردار کیا ہے؟ جہاں چلا جائے وہاں سے بُرائی اور شیطنت مٹتی جائے اور اللہ کا دین پھیلتا چلا جائے۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

گناہ تک آسانی سے رسائی ہو جانا' ایک آزمائش ہے اور بہت سخت آزمائش ہے۔

الحمدللّٰہ رب العلمین. والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمد والہٖ واصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللّٰہ من الشیطن الرجیم. بسم اللّٰہ الرحمن الرحیمo

وسئلھم عن القریتہ التی کانت حاضرۃ البحر. اذ یعدون فی السبت اذیاتیھم ھیتانھم یوم سبتھم شرعا ویوم لا یسبتون لا تاتیھم کذلک نبلوھم بما کانوا یسفقونo واذقالت امتہ' منھم لم تعظون قوما اللّٰہ مھلکھم او معذبھم عذابا شدیداo قالو معذرۃ الی ربکم ولعلھم یتقون. فلما نسوا ما ذکروا بہ انجینا الذین ینھون عن السوء واخذنا الذین ظلمو بعذاب بئس بما کانوا یفسقونo الاعراف ۱۶۳ تا ۱۶۵

اللھم سبحنک لاعلملنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیمo

مولا یا صل وسلم دائما ابدا

علی حبیبک من ذانت بہ العُصُر

قرآن حکیم کتاب ہدایت ہے تاریخ کی کتاب نہیں اس کتاب عظیم میں اللہ جل شانہٗ نے تاریخی واقعات کو بیان فرمایا ہے اور اُس سے مراد تاریخ بیان کرنا نہیں ہے بلکہ جو قرآن کے مخاطب ہیں انہیں گزرے ہوئے زمانے سے یا تاریخ سے مثال دے کر بتانا ہے کہ قرآن حکیم کا مطالبہ کیا ہے؟ کیا چاہتا ہے اپنے ماننے والوں سے؟ یہاں بنی اسرائیل کے ایک قبیلے کا یا ایک قوم کا ذکر ہے یہ سمندر کے یا دریا کے کنارے رہتے تھے کنارے آب پہ ان کی آبادیاں تھیں۔ تو اللہ کریم نے ان پر ہفتے کے دن مچھلی کا شکار منع فرما دیا۔ آزمائش کر دی ان کی کہ باقی سارے دنوں میں شکار کر سکتے ہو لیکن ہفتے کے روز تم شکار نہیں کرو گے۔ ابھی تک اسرائیلی جو ہیں وہ ہفتے کے دن کو مبارک مانتے ہیں لیکن وہ ایسا بے نیاز ہے کہ جس روز ہفتہ ہوتا تو مچھلیاں پانی کے کناروں پہ لشکر کے لشکر آ جاتے اور ہفتے کا دن گزر جاتا تو پھر محنت کرنی پڑتی کوئی کہیں سمندر سے ملتی نہ ملتی کنارے پہ نظر نہیں آتی تھی۔ اب اُن میں ایک انہوں نے جواز پیدا کیا اپنے خانہ ساز طریقے سے کہ انہوں نے بڑے بڑے گڑھے بنائے اور نالیاں بنا کر پانی سے ملا دیے وہ نالیاں بھی پانی سے بھر گئیں گڑھے بھی بھر گئے ہفتے کے روز جب مچھلیاں آتیں تو نالیوں سے گزر کر وہ گڑھے بھی مچھلیوں سے بھر جاتے تو یہ نالی میں پتھر لگا کر نالی بند کر دیتے۔ اب وہ رہتی تو پانی میں ہی۔ جی ہم تو آج نہیں پکڑ رہے۔ اگلے دن پکڑ لیتے تو وہ گڑھے سے کہاں بھاگ کے جائیں گی۔ تو تین طبقے بن گئے ایک طبقہ تو وہ تھا جنہوں نے یہ طریقہ اختیار کر لیا کچھ لوگ جو اللہ کے بندے تھے انہوں نے انہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

روکنے کی کوشش کی کہ یہ تو غلط ہے جب تم نے راستہ بند کر دیا پتھر رکھ لیا اب وہ پانی میں رہے یا پکڑی جائے وہ تو پکڑی گئی یہ تو غلط ہے ایسا نہیں کرو۔ ایک تیسرا طبقہ بھی تھا انہوں نے کہا جی ہم اللہ کی عبادت کرتے ہیں اللہ اللہ کرتے ہیں نماز روزہ کرتے ہیں ہفتے کے دن مچھلیاں نہیں پکڑتے۔ اب جو پکڑتا ہے پکڑتا پھرے ہمیں اُس سے کیا۔ یہ واقعہ قرآن حکیم نے اس طرح سے ارشاد فرمایا۔

وسئلھم عن القریتہ التی کانت حاضرۃَ البحر ۔ ذرا اُس شہر کے بارے یا اُس بستی کے بارے ان سے سوال کیجئے جو سمندر کے کنارے آباد تھے اور اذ یعدون فی السبت اور وہ ہفتے کے بارے جو حکم شرعی تھا اُن کا اُس سے تجاوز کر جاتے۔ اُس کی حدود کو پار کرتے۔ ہوتا یہ تھا۔ اذ تاتیھم حیتا نھم یوم سبتھم شرعاً ۔ کہ ہفتے کے روز دریا کی مچھلیاں کنارے دریا آ جاتیں اور بے شمار آ جاتیں۔ ویوم لا یسبتون لا یا تیھم ۔ اور ہفتے کے علاوہ کسی دن میں اس طرح نہیں آتی تھیں۔ کذلک نبلوھم بما کانو یسفقون ۔ وہ بدکار لوگ تھے اللہ کے نافرمان تھے تو اللہ نے اُن کے لئے گناہ آسان کر دیا یہ آزمائش تھی۔ بُرائی کا آسانی سے صدور یا بُرائی کا آسان ہو جانا یہ بھی ایک عجیب آزمائش ہے اللہ کریم کی طرف سے اور بہت بڑی آزمائش ہے۔ جس آج کے دور میں آپ جسے نہایت اعلیٰ سوسائٹی یا نہایت مہذب لوگ کہتے ہیں اُن میں اتنی تہذیب ہے کہ وہاں گناہ کا تصور ہی نہیں جو جی چاہے کرتے رہو۔ یہ گناہ کا آسان ہو جانا یا گناہ تک آسانی سے رسائی ہو جانا یہ بھی ایک آزمائش ہے اور یہ بہت سخت آزمائش ہے۔ اعلیٰ عدالتوں میں بیٹھے ہیں کروڑوں رشوت لے لیتے ہیں اعلیٰ اور اونچے دفاتر میں بیٹھے ہیں اور اربوں روپے رشوت سے کمار ہے ہیں۔ اعلیٰ اور اونچے گھروں میں رہتے ہیں اور کوئی شرم و حیا نہیں کوئی عزت بے عزتی نہیں کوئی جائز ناجائز حرام حلال نہیں۔ تو اُن پر یہ آزمائش ڈالی گئی کہ ہفتے کے روز جب انہیں شکار شرعاً منع تھا تو ہفتے کے روز بے شمار مچھلیاں کنارے دریا آ جاتیں اور یہ آزمائش تب ڈالی جاتی ہے ان پر یہ آزمائش کیوں ڈالی گئی؟ فرمایا۔ بما کانوا یسفقونَ۔ اس لئے کہ وہ بدکار تھے۔ بُرائی سے باز نہیں آتے تھے گناہ سے باز نہیں آتے تھے۔ گناہ کر کے شرمندہ نہیں ہوتے تھے تو اللہ کریم نے اُن کے لئے گناہ میں آسانیاں پیدا کر دیں۔ کہ کر کے دیکھو اس کا نتیجہ کیا ہوتا ہے اور جب کچھ لوگوں نے انہیں روکنا شروع کیا اور تنبیہ کرنا شروع کی کہ اللہ کی حدود سے گزر کر بچ نہیں سکو گے اور ساتھ ساری قوم کو تباہ کرو گے تو پھر ایک طبقہ اور پیدا ہو گیا۔ بظاہر تو وہ بھی نیک تھے عبادات بھی کرتے تھے۔ مچھلیاں بھی ہفتے کو نہیں پکڑتے تھے وہ کہنے لگے و اذقالت امتہٗ منھم ۔ اُن میں سے ایک جماعت نے ایک قوم نے یہ کہا لم تعظون قوما ۔ ایسے لوگوں کو وعظ منع کیوں کرتے ہو۔ اُن سے بات کیوں کرتے ہو۔ انہیں نصیحت کیوں کرتے ہو۔ اللہ مھلکھم ۔ اللہ تو انہیں ہلاک کرنا چاہتا ہے۔ انہیں تو تباہ ہونا ہے۔ او معذبھم عذاباً شدیداً ۝ ان کے لئے جب اُس نے گناہ آسان کر دیا ہے تو انہیں ہلاک کرے گا یا ان پر بہت سخت عذاب نازل ہوگا۔ منع کرنے والوں نے یہ بات کہی۔ قالوا معذرۃً الیٰ ربکم ولعلکم یتقون ۔ ہمارے مقصد دو ہیں پہلی بات یہ ہے کہ ہم اللہ کے نزدیک سرخرو ہو جائیں کہ اے اللہ ہم نے اپنا بس لگا دیا تھا انہیں گناہ سے روکنے پر۔ ہم نے غلط کو غلط کہا۔ بُرائی کو بُرائی کہا ان تک حق کی آواز پہنچائی اور انہیں روکنا چاہا۔ ایک اس لئے کہ اتمام حجت ہو جائے اور تیری بارگاہ میں ہم یہ عرض کر سکیں کہ اللہ کریم جتنی توفیق تو نے ہمیں دی تھی ہم نے اُس کے لئے کوشش کی۔ اور دوسرا یہ ارادہ بھی ہے کہ اللہ کرے ان میں سے بھی کوئی بچ جائے۔ کسی کو سمجھ آ جائے تو ہم تو یہ نہیں چاہتے کہ لوگ تباہ ہوں یا اللہ کے عذاب میں گرفتار ہوں۔ اگر یہ سارے کے سارے توبہ کر جائیں تو بہت اچھی بات ہے۔

فلما نسوا ماذکرُوا بہ ۔ جب انہوں نے نصیحت پر کان نہ دھرا اور انہوں نے کوئی پرواہ نہ کی بلکہ نسوا ماذکروا بہ ۔ انہوں نے نسیاً منسیاً

www.naqshbandiaowaisiah.com

نصیحت کو رد کر دیا بھلا دیا کوئی بات کہتا ہے یہ نہیں کہتا سنا یا نہ سنا ایک جیسا کر دیا۔

انجینا الذین ینھون عن السوء ○ تو جو لوگ برائی سے روکتے تھے انہیں تو ہم نے بچالیا۔ یہاں سمجھنے کی بات یہ ہے کہ طبقے تو تھے تین۔ ایک جو خود بھی برائی سے حدود شرعی سے تجاوز کرنے سے منع کرتے تھے۔ ایک طبقہ تھا جو بات بھی کرتے تھے خود مچھلیاں بھی نہیں پکڑتے تھے خود اس کے قریب نہیں جاتے تھے لیکن وہ کہتے تھے ہمیں کیا غرض ہے روکنے کی بجائے الٹا انہیں ملامت کرتے تھے۔ تیسرا طبقہ وہ تھا جو مچھلیاں پکڑتا تھا گناہ کرتا تھا۔ لیکن جب نجات کی باری آئی تو فرمایا۔ انجینا الذین عن السوء جو برائی سے روکتے تھے ان کو تو ہم نے بچالیا۔

واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس جو ظلم کرتے تھے ان پر ہم نے ایک بہت سخت عذاب نازل کر دیا۔ بما کانوا یفسقون کہ وہ بدکار تھے۔

بعض دوسری جگہ قرآن کریم نے ارشاد فرمایا ہے کہ رات کو وہ سوئے تو صبح اٹھے تو کوئی بندر تھا کوئی خنزیر تھا وہ اتنے تنگ آئے نصیحت کرنے والوں سے کہ انہوں نے اپنے محلے یا اپنے علاقے اور جو لوگ برائی سے روکتے تھے ان کے درمیان ایک دیوار بنادی کہ تمہارا ہمارے علاقے میں آنا ہی منع ہے اور تمہاری بات بھی ہم نہیں سننا چاہتے تو جب وہ لوگ جو برائی سے روکتے تھے الگ کر دیئے گئے۔ اب قرآن کریم کو چاہیے تو تھا کہ تینوں جماعتوں کا ذکر فرماتا۔ لیکن جو نیکی بھی کرتے تھے اور برائی سے نہیں روکتے تھے ان کا ذکر فرمانا خالق کائنات نے ضروری ہی نہیں سمجھا۔ کوئی نہیں جانتا کہ ان کے ساتھ کیا ہوا قرآن یہ بتاتا ہے کہ وہ حق کہنے والے بچ گئے ان کے ساتھ مارے گئے بقیہ دو باتوں کا ذکر فرماتا ہے۔

انجینا الذین ینھون عن السوء ○ جو برائی کے مقابلے میں ڈٹ جاتے تھے ان کو ہم نے بچالیا نجات دے دی۔ واخذنا الذین ظلموا بعذاب بئیس بما کانوا یفسقون ○ اور جو بدکار تھے انہیں ہم نے بڑے دردناک عذاب میں گرفتار کر لیا وہ ایک صبح اٹھے تو دیوار کی دوسری طرف جانوروں کی چیخ و دھاڑ سنائی دیتی تھی۔ انہوں نے دیکھا کوئی خنزیر پھر رہے ہیں کوئی بندر پھر رہے ہیں انسانی حلیے شکلیں وجود ہی تبدیل ہو گئے اور دو تین دن چیختے دھاڑتے رہے اور اسی میں ہلاک ہو گئے تباہ ہو گئے۔ ہاں یہاں بھی اگلی آیت کریمہ نے یہ بتادیا۔

فلما عتوا عن ما نھوا عنہ جس بات سے روکا جاتا تھا جب اس سے باز نہ آئے اور گناہ مسلسل کرتے رہے۔ قلنا لھم کونوا قردۃ خسئین ○ تو ہم نے انہیں کہا کہ ذلیل بندر بن جاؤ اور تباہ ہو جاؤ۔

یہاں اس واقعہ کا ارشاد فرمانا جو ہے وہ امت کو یہ واقعہ سنا کر رب العالمین یہ بات واضح فرما رہے ہیں کہ طبقے تم میں بھی تین ہی ہو جائیں گے۔ کچھ لوگ جو عیش و عشرت کی زندگی پسند کریں گے حلال و حرام جائز و ناجائز اور حدود شرعی سے تجاوز کر جائیں گے پرواہ نہیں کریں گے۔ کچھ ایسے بھی ہوں گے جو زندگی بھر تا دم آخر شریعت پر عمل کرنے کی بھی پوری کوشش کریں گے اور جو نہیں کر رہا اسے روکنے کے لئے بھی اپنی انتہائی کوشش لگا دیں گے۔ کسی میں بات کرنے کی جرات ہوگی بات کرنے کی توفیق ہوگی تو برائی کے خلاف بات کرے گا، کسی کو اختیار ملے گا تو وہ برائی کو جسماً روکے گا، کسی میں ہمت ہوگی لڑنا پڑے گا تو جان دے دے گا لیکن اللہ کی نافرمانی کو روکنے کے لئے کوشش کرے گا اور ایک طبقہ ایسا بھی ہوگا جو برائی میں شامل تو نہیں ہوگا لیکن برائی سے روکنے کا تکلف نہیں کرے گا کہ ٹھیک ہے جو کر رہے ہیں اللہ ان سے نبٹ لے گا، ہم خواہ مخواہ الجھتے رہیں۔ فرمایا جو روکنے والے ہیں ان کو تو ہم نجات دیں گے۔ جو ظلم کرنے والے ہیں وہ اپنے کیے کا پھل پائیں گے۔ یہ جو درمیان میں ہیں خدا جانے ان کا معاملہ کیا ہوا؟ اللہ کریم نے انہیں اتنی اہمیت ہی نہیں دی، جتنی اہمیت ان گناہگاروں کو دی ہے پارساؤں کو اتنی اہمیت بھی نہیں دی کہ۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

ان کا ذکر تو کر دیا جاتا۔ جن پر عذاب ہوا ان کا بھی ذکر کر دیا گیا لیکن یہ طبقہ پارسا جو محض اپنی پارسائی میں مگن ہے ان کا ذکر نہیں فرمایا اب یہ علم اللہ کے پاس ہے کہ انہی کے ساتھ ہلاک ہو گئے اس لئے ذکر فرمانا ضروری نہیں سمجھا یا ہلاک نہیں ہوئے تو بچ گئے تو بچنے والوں کے ساتھ تو ذکر نہیں کیا اللہ نے۔

انجینا الذین ینھون عن السوء. ان لوگوں کو ہم نے بچا لیا جو برائی سے روکتے تھے۔

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ کچھ لوگوں نے تو اسلام کو عبادات کا مجموعہ بنا دیا۔ عبادات کر و جی اور حق ادا ہو گیا۔ خود بھی عبادت کرو نماز پڑھو دوسرے کو بھی نماز پڑھنے کا کہو۔ باقی کیسے وہ کماتا ہے؟ کیا کھاتا ہے؟ کہاں سے لاتا ہے؟ کس کو دیتا ہے؟ حلال ہے حرام ہے؟ جواز کیا ہے؟ عدم جواز کیا ہے؟ اس بحث کو چھوڑ دو اس میں مت پڑو۔ ایک طبقہ وہ ہے جو گناہ کو گناہ سمجھتا ہی نہیں جو رشوت کو چوری کو ڈاکے کو اپنا حق سمجھتا ہے جو گناہ کو جائز کرنے کے لئے مختلف حیلے تلاش کرتا رہتا ہے جس طرح انہوں نے بھی حیلہ تراشا کہ ہم ہفتے کو تو مچھلیاں نہیں پکڑتے پانی میں ہیں ہم نے تو گڑھا کھودا اُس میں چلی گئیں تو ہم نے پانی کا راستہ بند کر دیا ہم نے پکڑی تو نہیں۔ اس طرح ہر بدکار ہر چور ہر ڈاکو اپنے گناہ کا بھی جواز تراشتا رہتا ہے۔

تیسرا طبقہ وہ ہے جو زندگی بھر دو وجہ سے محنت کرتا ہے انہیں گناہ سے روکنے کی۔ ایک سب سے پہلی وجہ کہ اللہ کے نزدیک میں سرخرو رہوں کہ بارالٰہا میں تیرا حکم ان تک اور تیرے نبی ﷺ کا حکم ان تک پہنچاتا رہا اور جو میرے بس میں تھا وہ کوشش میں کرتا رہا۔ فرمایا یہ لوگ تو نجات یافتہ ہیں۔

اب جو ظلم کر رہے ہیں اور ظلم سے باز نہیں آتے اُن پر اللہ کا عذاب آئے گا اور انہیں اُس سے کوئی نہیں بچا سکتا۔ یہ وہ خود جانتا ہے کہ اس نے کتنی مہلت کس کو دے رکھی ہے۔ سال دے رکھی ہے دس دے رکھی ہے یا پانچ دے رکھی ہے لیکن اللہ کی گرفت میں آئیں گے اور تباہ ہوں گے۔ یہ جو درمیان میں ایک طبقہ رہ جاتا ہے۔ خدا جانے ان کا حشر کیا ہوا؟ اس لئے کہ اُس مالک الملک نے اُن کا ذکر کرنا ہی ضروری نہیں سمجھا وہ کسی کھاتے میں نہیں ہیں کسی شمار قطار میں نہیں آتے۔ اکثر علمائے نے لکھا ہے کہ وہ ہلاک ہونے والوں کیساتھ ہلاک ہو گئے اس لئے کہ نجات والوں کے ساتھ تو ہیں نہیں نجات پر تو قید لگا دی گئی کہ ینھون عنہ جو منع کرتے تھے جو برائی سے روکتے تھے اُن کو میں نے بچایا تو اُس میں تو وہ شامل نہیں تھے اور دوسرا طبقہ ہلاک ہونے والوں کا تھا اللہ نے دو طبقے بنائے ہیں تین نہیں بنائے۔ عمل میں تین تھے لیکن جب معاملہ ذات باری کا آیا تو کرم اُن پر ہوا جو برائی سے روکنے کے لئے محنت کرتے تھے اور جو خود عبادت کرتے تھے گناہ نہیں کرتے تھے لیکن گناہ سے روکتے نہیں تھے انہیں انہی کے ساتھ شامل کر دیا گیا تو میرے بھائی! واقعی دین کا اہم رکن ہے عبادت لیکن عبادت ایک فرد اور اُس کے مالک کے درمیان معاملہ ہے۔ عبادت کا حاصل کیا ہے؟ جتنی کوئی عبادت کرے گا جتنا ذکر اذکار کرے گا جتنی تلاوت کرے گا جتنے روزے رکھے گا' جتنے حج کرے گا' جتنی خیرات صدقات دے گا جتنی تسبیحات پڑھے گا اُن کا نتیجہ یہ ہے کہ اللہ کی رحمت اُس پر متوجہ ہو گی اور نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کی برکات اُسے نصیب ہوں گی اور اُس کا کردار سدھرنا شروع ہو جائے گا۔ قرآن حکیم نے بتایا۔

ان الصلوۃ تنھیٰ عن الفحشاء والمنکر ۔ عبادت برائی سے اور بے حیائی سے روکنے کا سبب بن جاتی ہے روک دیتی ہے بندے کو گناہ سے' بے حیائی کے کاموں سے روک دیتی ہے یعنی عبادت فرد اور مالک الملک کے درمیان ہے اور اُس کا اجر عبادت کرنے والا نقد پا لیتا ہے جس طرح جتنے سجدے کرتا ہے جتنی تسبیحات کرتا ہے اتنی اُسے شرم و حیا اتنی گناہ سے نفرت نصیب ہوتی ہے اور اگر یہ عبادت بھی کرتا ہے اور گناہ سے

www.naqshbandiaowaisiah.com

رُکتا نہیں تو اس کا مطلب ہے کہ یا عبادت عقیدے میں کوئی نقص ہے یا عمل میں کہیں کمی ہے کوئی وجہ ہے کہ اُس کی عبادت، عبادت نہیں ہے۔ حج کر کے آیا ہے مگر تولتا ہے جھوٹ بولتا ہے لوگوں سے پیسے لے لیتا ہے مال اچھا نہیں دیتا تو مطلب ہے حج ہوا نہیں اُس کا۔ اُس نے حج کیا نہیں سیر سپاٹا کر کے آ گیا' حج کے بارے میں ایک واقعہ ویسے آ گیا تو میں عرض کر دوں کہ علما تفسیر نے یہ بات لکھی متعدد تفاسیر میں کہ حجاج کرام جو کنکریاں پھینکتے ہیں شیاطین پر وہ کنکریاں اللہ کے فرشتے اٹھا کر لے جاتے ہیں اور اُن کے اعمال میں ذخیرہ ہوتی ہیں۔ میں جب تفسیر لکھ رہا تھا متعدد مفسرین نے یہ روایت لکھی تھی میں نے بھی لکھ دی۔ ہمارے جماعت کے ساتھی ہوتے تھے مولانا ایک کوہاٹ کے اور بہت نیک آدمی بہت صالح بہت بڑے عالم اور بہت خوش طبع بھی تھے بہت مزے کی باتیں کرتے تھے۔ انہوں نے مجھے خط لکھا کہ بھئی روایت تو میں نے بھی پڑھی ہے مجھے آپ سے بھی اتفاق ہے لیکن ایک بات میری بھی سن لو۔ کہ میں بیوی سمیت حج پر گیا ہوا تھا تو حاجی جو کنکریاں پھینکتے ہیں شیطانوں پر رات کو سعودیہ کے ٹرک آتے ہیں وہاں سے اٹھا کے لے جاتے ہیں اور صحراؤں میں پھینک دیتے ہیں تو آپ کے فرشتے کہاں گئے؟ تو میں نے انہیں جواباً لکھا تھا کہ حضور! فرشتے اُن کی کنکریاں اٹھاتے ہیں جو حج کرتے ہیں جو سیر سپاٹا کرنے جاتے ہیں اُن کی کنکریاں سعودیہ کے ٹرک اٹھاتے ہیں۔ یہ جو سعودیہ کے ٹرک اٹھاتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو سفر تو کرتے ہیں آتے جاتے تو ہیں' کسی کا مقصد وہاں سے سونا لانا ہوتا ہے کسی کا مقصد کوئی اور دنیاوی ہوتا ہے کوئی سیر سپاٹے کے لئے چلا جاتا ہے کوئی کہتا ہے چلو لوگ حاجی تو کہیں گے کہ یہ ہر سال حج کرتا ہے وہاں ارکان حج کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ تو اُس طرح جو لوگ عقائد اُس طرح نہیں رکھتے جس طرح آقائے نامدار ﷺ نے تعلیم فرمائے' نمازیں ساری زندگی پڑھتے رہیں کردار درست نہیں ہوگا عقیدہ صحیح ہے لیکن عبادت کا طریقہ خلاف سنت ہے تو ختم ہوگئی اُس کا اثر نہیں ہوگا۔ عقیدہ بھی وہ ہو جو آقائے نامدار ﷺ نے تعلیم فرمایا عمل بھی وہ ہو جو قرآن و سنت سے ثابت ہے اور کیا اُس طرح جائے جس طرح کرنے کا حکم حضور ﷺ نے دیا ہے۔ اگر اس طرح عبادت کی جائے تو اُس کا نقد نتیجہ یہ ملتا ہے کہ آدمی کا اپنا کردار سدھرنے لگتا ہے۔ گناہ سے ڈر لگنے لگتا ہے خوف طاری ہو جاتا ہے نفرت ہو جاتی ہے گھن آتی ہے۔ نیکی کی بھوک لگتی ہے۔ جی چاہتا ہے نیکی کرنے کو ایک مقولہ ہے نا۔ **المومن فی المسجد کالسمک فی الماء**. ایمان درست ہو تو بندہ مسجد میں آئے تو اُسے ایسا مزہ آتا ہے' جیسا مچھلی پانی میں آ گئی۔ المنافق فی المسجد کالطیر فی القفس۔ منافق مسجد میں آئے تو بھاگنے کی کوشش کرتا ہے جیسے پرندہ پنجرے میں آ گیا تو پھڑ پھڑاتا ہے کہ کب فارغ ہوں نکلوں بھاگوں تو عبادت معاملہ ہے فرد کا اور اللہ العلمین کا اور ضروری ہے ایمان کو قائم رکھنے کے لئے اور ایمان میں روز افزوں ترقی کے لئے عبادت کے علاوہ کوئی چارہ کار ہی نہیں۔ فرائض سے تو کسی کا چھٹکارا نہیں لیکن نوافل **Over Time** ہے اذکار و تسبیحات و تلاوت **Over Time** ہے اور یہ ضرور محنت کرے اور لگائے لیکن ساتھ دیکھتا بھی رہے کہ میری عبادت کا میری ذات پہ کیا اثر ہوا؟ اس لئے کہ اس ذات نے جب معاشرے میں جانا ہے تو معاملہ فرد اور اللہ کی دوسری مخلوق کے درمیان آ جائے گا۔ جہاں معاملہ فرد اور دوسری مخلوق کے درمیان ہے وہاں ذاتِ باری نے زیادہ پابندی لگا دی ہے۔

فرماتا ہے میرا حق تو کسی نے ادا نہ بھی کیا تو میری ذات کو تو کوئی فرق نہیں پڑتا لیکن اپنے جیسی مخلوق کے ساتھ ظلم کیا تو یہ تو بڑی زیادتی ہے یہ تو میں برداشت نہیں کروں گا۔ تو نتیجہ اُس عمل پہ نکلتا ہے جو فرد اور اللہ کی دوسری مخلوق کے درمیان ہے جب وہ دکان پہ بیٹھتا ہے جب وہ ملازمت کرتا ہے جب وہ کاروبار کرتا ہے جب وہ کھیتی باڑی کرتا ہے تو کیا دوسروں پہ ظلم کرتا ہے اُن کا مال چھین لیتا ہے یا ایثار کرتا ہے دوسروں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ پھر یہ تو آ گیا لین دین کا معاملہ۔ لوگ گناہ کی دلدل میں گر رہے ہیں اور رب جلیل نے چونکہ وہ بے نیاز ہے اُس نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

اور ان کے لئے گناہ آسان کر دیا اس نے کہا جاؤ کرلو گناہ۔

اس کی ذمہ داری ہے جو عذاب الٰہی سے بچنا چاہتا ہے۔ جو کل فردِ حشر اللہ کے حضور شرمندہ نہیں ہونا چاہتا۔ ہونا یہ چاہئے کہ بار الٰہا میں نے تو برسرِ منبر اور علی الاعلان یہ بات کہی کہ یہ سارا فسق و فجور جو ہے یہ اس کشتی کو لے ڈوبے گا۔ خدا کا خوف کرو اور حدود شرعی کو مذاق مت بناؤ۔ اب اس سے زیادہ اسلام کے ساتھ اور اس ملک کے ساتھ اس سے بڑا مذاق کیا ہوگا؟ اور میں حیران بھی ہوا کہ ہمارے حضرات کو پرویز مشرف کی وردی نظر آتی ہے روز شور ہوتا ہے وردی اتارو۔ پتہ نہیں ایل ایف او کیا تھی وہ نظر آتی ہے پھر وردی پہ بھی سمجھوتہ ہوا۔ ایل ایف او بھی ہو گیا۔ یہ سارا پتہ نظر کیوں نہیں آتا؟ جو اسلام آباد میں ہی رہتے ہیں جو اسمبلی میں بیٹھتے ہیں جو سینٹ میں بیٹھتے ہیں جو لاکھوں روپے ماہانہ اعزازیہ وصول کرتے ہیں انہیں خدا یہ توفیق نہیں دیتا کہ اسمبلی کے اس پہ کھڑے ہو کر سٹیج پہ یہ کہیں کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ نہ کوئی مانے۔ نہ ماننے والوں سے وہ بات لے گا لیکن کہنا تو حق بنتا ہے۔ قوم نے تو ووٹ دیئے قوم نے تو علماء کو اکثریت سے جتوایا اور ایک قابل حیثیت قوت بنا کر اسمبلی میں بھیجا تو کیا یہ سارے نیک اور صالح حضرات بھی ہمیں اسی راستے پہ لے جانے کی تیاری کر رہے ہیں! مجھے دکھ اس بات کا ہوا کہ میں نے پی۔ ٹی۔ وی پہ یوں دیکھا مجھے انہوں نے کیوں نہیں بتایا کہ ان کے ماتحت پی۔ ٹی۔ وی ہے۔ انہوں نے کیوں نہیں بتایا کہ یہاں جب فیصلے ہوتے ہیں تو ان میں جب یہ موجود ہوتے ہیں۔ ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ میرے لئے سارے حضرات قابل احترام ہیں اور میں سب کی عزت کرتا ہوں لیکن یہ کردار وہی ہے جو بنی اسرائیل کے ان لوگوں کا تھا کہ ہمیں منع کرنے کی کیا ضرورت ہے ہم تو اس میں شامل نہیں ہیں۔ ہماری بچی بھی وہیں نہیں ناچ رہی اور ہم بھی وہ تصویریں نہیں دیکھ رہے ہم وہ پی۔ ٹی۔ وی کا وہ چینل دیکھ ہی نہیں رہے تو ہمیں منع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ ضرورت تو ہے اگر ضرورت نہیں سمجھو گے تو انہی میں شامل کئے جاؤ گے۔

ایک بات یاد رکھو! محمد رسول اللہ ﷺ جس روز مبعوث ہوئے بعثت عالی ﷺ سے لیکر قیام قیامت تک جتنے لوگ روئے زمین پر آئیں گے ان کے لئے نبی صرف محمد رسول اللہ ﷺ ہیں۔ کل بھی نبوت انہی کی تھی آج بھی انہی کی ہے اور آئندہ کل بھی انہی کی ہے انہی کی ہوگی ﷺ۔ اگر عیسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ آسمانوں سے اتارے گا تو پیروی شریعت محمدی ﷺ کی کریں گے۔ نبوت محمدی ﷺ ہوگی وہ بحیثیت امتی کام کریں گے باقی مخلوق سے افضل ہوں گے۔ نبی ہیں برحق ہیں لیکن محمد رسول اللہ ﷺ کے امتی ہیں۔ آپ ﷺ نبیوں کے بھی نبی ہیں اسی شریعت پر محنت کریں گے جو محمد رسول اللہ ﷺ کی ہے انہی احکام کی پیروی کریں گے۔ شریعت محمدیہ ﷺ تو جب نازل ہوئی تو صحرا نشینوں نے اٹھ کر روئے زمین سے برائی کی جڑ اکھیڑ دی۔ مٹھی بھر صحرا نوردوں نے یہ نہیں سوچا کہ قیصر کی سلطنت کتنی بڑی ہے اس کا ایک ایک گورنر ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ فوج رکھتا ہے شہنشاہ کی تو بات ہی دور ہے اس کے گورنروں کے پاس ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کی فوج ہے۔ کسریٰ کی سلطنت کتنی پرانی ہے مورخین لکھتے ہیں کہ طوفان نوح علیہ السلام کے بعد جب دنیا آباد ہوئی تو پہلی جو حکومت بنی وہ کسریٰ خاندان کی حکومت تھی اور تب سے لیکر مسلمانوں کے ہاتھوں تباہ ہونے تک اس خاندان میں ایک خاندان میں چلی آئی۔ انہوں نے آگ کی پوجا شروع کر دی تو اتنی اتنا عرصہ آگ جلی کہ جہاں مسلسل آگ جلتی رہے اس میں بھی ایک کیڑا پیدا ہو جاتا ہے صدیوں آگ جلتی رہے تو اس جلتی آگ میں اللہ کی ایک مخلوق پیدا ہو جاتی ہے جسے ''سمندر'' کہتے ہیں۔ ''سمندر'' جو پیش سے یہ ہوتا ہے نا پانی والا سمندر۔ زبر سے سمندر کہا جائے تو وہ کیڑا مراد ہوتا ہے۔ دنیا میں وہ کیڑا صرف آتش کدہ ایران میں پایا گیا۔ اس لئے وہ کتابوں میں ملتا ہے ورنہ اور کہیں نہیں پایا گیا۔ اتنی آگ مسلسل کہیں نہیں جلائی گئی اور اتنی بڑی سلطنت کسی نے

www.naqshbandiaowaisiah.com

خاطر میں نہیں لائی انہوں نے کہا ہمیں حق ادا کرنا ہے۔ جان جاتی ہے تو جائے، شہید ہوں گے ہو جائیں گے اللہ کی نافرمانی سے روکنے کی بھرپور کوشش کریں گے!

نبی کریم ﷺ نے گرامی نامہ بھیجا کسریٰ کی طرف بادشاہ کو۔ اسلم تسلم۔ اسلام قبول کرلو تو سلامت رہو گے۔ وہ ایسا بدنصیب تھا خسرو پرویز۔ کسریٰ شاہی لقب تھا اس کا نام تھا خسرو پرویز۔ اس نے نامہ نامی کو دیکھا پھاڑ کر اس پر تھوکا اور پاؤں کے نیچے مسل دیا۔ آج تو حکمران سے لیکر ایک غریب تک سب نے نام "پرویز" رکھا ہوا ہے۔ پرویز یہ شخص تھا، پرویز بادشاہ تھا فارس کی سلطنت کا۔ نبی کریم ﷺ نے والا نامہ بھیجا، قاصد بھیجا اس نے گرامی نامے کو پھاڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کئے اس پر تھوکا اور پھر پاؤں کے نیچے مسل دیا۔ جب یہ خبر بارگاہ عالی ﷺ میں پہنچی تو آپ ﷺ نے فرمایا۔

اللّٰھم مزق ملکہ کل ممزق۔ جس طرح اس نے میرا خط پھاڑا اللہ اس کی ریاست کو اسی طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دے۔ اس نے حکم دیا کہ یہ شخص کون ہے جس نے اتنی جرات کی ہے اسے گرفتار کر کے میرے پیش کیا جائے۔ اس کا گورنر تھا "باذان" اس نے اپنے ایک معتمد کو چھ سپاہی دے کر مدینہ منورہ روانہ کیا جس کو روانہ کیا اس کا نام تھا "فیروز" دیلم قبیلے کا تھا۔ فیروز دیلمی کو کہا جاؤ اس شخص کو گرفتار کر کے لے آؤ کہ اسے شہنشاہ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ اسی والا نامہ لکھنے کی پاداش میں اس پہ شہنشاہ ناراض تھا اور اس نے جا کر باذان کی طرف سے یہ بات عرض کی کہ آپ اگر ہمارے ساتھ چلیں تو باذان جو گورنر ہے وہ عرض کر رہا ہے کہ میں یہ کوشش کر سکتا ہوں کہ آپ ﷺ کی جان بچائی جائے آپ ﷺ کو قتل نہ کیا جائے لیکن یہ بات بہت مشکل ہے کہ ساری عمر آپ ﷺ شہنشاہ کی جیل سے نکل سکیں گے یا نہیں۔ یہ نہیں کہا جا سکتا۔ اور اگر آپ ﷺ چلنے سے انکار کر دیں گے تو آپ کسریٰ کی ریاست اور اس کی قوت سے واقف ہیں صرف آپ ﷺ نہیں یہ جو علاقہ ہے یہ عرب کا یہ سارا ویران ہو جائے گا اور لاکھوں لوگ مارے جائیں گے۔ امر نی ربی۔ یہ اس کے الفاظ تھے چونکہ وہ اپنے حاکم کو "رب" کہتے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تیرے رب نے تو مجھے حکم دے دیا اب مجھے میرے رب کی بات سننے دے مجھے میرے رب سے مشورہ کرنے دے تو یہاں رات کو آرام کر صبح میں تجھ سے بات کروں گا۔ اللہ کریم نے رات کو خسرو پرویز پر اس کا بیٹا مسلط کر دیا اس کے بیٹے کا نام شیرویہ تھا اُسنے رات کو بادشاہ کا پیٹ پھاڑ دیا اور تاج پہن کر خود شہنشاہ بن بیٹھا اور پہلا حکم جو اس نے جاری کیا وہ یہ تھا کہ بادشاہ مر گیا لہذا جو مہم عرب روانہ کی گئی اُسے واپس کیا جائے اور اس شخص کے ساتھ تعرض نہ کیا جائے یہ تو ہوا ایران کے دارالسلطنت میں۔ فیروز دیلمی مدینہ منورہ میں تھا۔ صبح جب حضور ﷺ جلوہ افروز ہوئے تو وہ پیش ہوا کہ جی میرے لئے کیا حکم ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا تیرا بادشاہ مر گیا اس کا حکم مر گیا اس کے بیٹے شیرویہ نے اُسے قتل کر دیا ہے۔ اب تو واپس جا اور نئے شہنشاہ کا حکم تلاش کر۔ حیرت زدہ ہو گیا اور اس نے بات دہرائی۔ اس نے کہا میں واپس تو چلا جاؤں گا لیکن آپ ﷺ جو کچھ کہہ رہے ہیں اگر یہ غلط ہوا تو عرب کی تقدیر تو تباہ ہو جائے گی۔ یہ کیسے ممکن ہے جو آپ ﷺ کہہ رہے ہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ آپ ﷺ نے فرمایا مجھے میرے رب نے اطلاع دی ہے۔ اس نے وقت اور تاریخ لکھ لی اور واپس گورنر کے پاس گیا۔ ابھی یہ پہنچا تھا واقعہ بیان کر رہا تھا اس دن یا دوسرے دن قاصد حکومت کی طرف سے بھی آ گیا کہ تم اب خسرو پرویز کے گورنر نہیں ہو۔ شیرویہ کے گورنر ہو۔ اس نے ان سے پوچھا کہ کس رات کو بادشاہ قتل ہوا؟ کیا ہوا؟ تو وہی رات تھی جو محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمائی تھی۔ چنانچہ فیروز دیلمی رضی اللہ تعالےٰ عنہٗ بھی مسلمان ہو گیا اور باذان نے بھی کلمہ پڑھ لیا کہ اللہ کا نبی برحق ہے۔

اگر برائی کے خلاف محمد رسول اللہ ﷺ کے دندان مبارک شہید ہو سکتے ہیں جسم مبارک زخمی ہو سکتا ہے وجود اقدس پہ دو دو زرہیں پہن کر میدان کار

www.naqshbandiaowaisiah.com

زار میں جا سکتے ہیں تو باقی کون ہے جو برائی کے مقابلے میں کھڑا نہیں ہوتا اور پھر اللہ سے بخشش کی طلب بھی کرتا ہے! کیا صحابہ کرام عبادت میں کوئی کمی کرتے تھے کہ انہیں جہاد پہ جانا پڑتا تھا؟ میرے بھائی! اصل اسلام اور نجات کا سبب اسلام یہی ہے کہ عبادت سے یہ قوت اور توفیق ملے کہ برائی کے مقابلے میں بندہ کھڑا ہو سکے بدکار کو بدکار کہہ سکے برائی کو برائی کہہ سکے اور جہاں تک بس چلے اُسے روکنے کی کوشش بھی کرے۔ اور برائی کو روکتا نہیں وہ برائی کا حصہ بن جاتا ہے۔ ہماری کمزوری یہ ہے کہ ہم اسلام کو بحیثیت دین سمجھنے کی زحمت نہیں کرتے۔

دین ہوتا ہے اعمال کا وہ مجموعہ جسے نیکی اور ثواب اور رضائے الٰہی کا سبب بھی سمجھا جائے وہ دین ہوتا ہے صرف عبادت دین نہیں ہوتی۔ جب آدمی اس دین میں داخل ہوتا ہے تو عبادت اُس پہ فرض ہو جاتی ہے مسلمان رہنے کے لئے۔ عبادت کس لئے ہے مسلمان رہنے کے لئے ہے لیکن مسلمان کا کردار کیا ہے؟ جہاں چلا جائے وہاں سے بُرائی اور شیطنت مٹ جائے اور اللہ کا دین پھیلتا چلا جائے۔ میرے بھائی! میں نے کبھی امریکہ کے ساحلوں پر خواتین کو اس عالم میں کہ انہوں نے ایک باریک سا ''کچھا'' پہنا ہوا ہے اور وہ اچھل کود رہی ہیں اور نہا رہی ہیں مردوں کے ساتھ۔ تو میں نے وہاں لکھا تھا میرا سفرنامہ اُس کا گواہ ہے اُس میں اب بھی موجود ہوگا ''گردِ سفر'' میں کہ بنت حوا کی یہ بے حرمتی اس کے ذمہ دار کافر نہیں ہم مسلمان ہیں۔ ہم اس برائی کو روکنے میں ناکام ہیں کہ ان تک اللہ کا پیغام پہنچانے میں کوتاہی کر رہے ہیں۔ اسے روکنا کافر پہ فرض نہیں ہم پر فرض ہے یہ ہماری کمزوری ہے۔ وہ بات تو اُس کافر ملک کی تھی۔ آج آپ جسے پاکستان کہتے ہیں اُس میں یہ عالم اور پھر وہ ٹی وی نشر کرتا ہے اور جہاں جہاں سارے شہر میں گاؤں میں گھر گھر ہر کوئی دیکھتا ہے پوری دنیا پہ سینکڑوں ممالک اُسے دیکھتے ہیں اور ہم گوشہ نشینی اور سجدے کر کے اپنے آپ کو جنت میں لے جانا چاہتے ہیں! میرے بھائی! جنت کچھ بھی نہیں ہے۔ کیا ہے جنت؟ جنت بہت کچھ ہے مگر ایک خاص قسم کے لوگوں کے رہنے کی جگہ ہے۔ اب آپ کا لاہور گورنر ہاؤس ہے کوئی نمازیں پڑھ کے اُس میں جا سکتا ہے؟ گورنر جو بن جائے گا اُسے اٹھا کر عزت و احترام سے وہاں لے جاتے ہیں۔ اسی طرح جنت بھی اللہ کے مقبول بندوں کا گھر ہے جو اللہ کا مقبول ہوگا اسے بصد شان و شوکت اٹھا کر وہاں لے جائیں گے۔ بات یہاں ہوگی کہ اللہ کے دین کو پھیلانے کے لئے کیا کیا اور خلاف دین جو کچھ ہو رہے ہیں اُسے روکنے کے لئے کیا کیا؟ مدارِ نجات جو ہے وہ بُرائی اور ظلم سے مقابلہ قرار دیا گیا ہے۔ قرآن کوئی قصہ گوئی کی کتاب نہیں ہے' قرآن محض واقعات بیان نہیں کرنا چاہتا' قرآن مثال کے طور پر واقعہ بیان فرماتا ہے کہ دیکھ لو تم کس طبقے میں ہو۔ مچھلیاں پکڑنے والے ہو گناہ سے روکنے والے ہو یا درمیان میں بیٹھے ہو' جو پکڑتا ہے پکڑتا رہے ہم نے تو نماز پڑھ لی ہے اور مچھلی بھی نہیں پکڑی۔ کیا آج بھی تین ہی طبقے نہیں! طبقہ اول کی نجات کی خبر قرآن نے دی ہے۔ وہ جو اللہ کی عبادت بھی کرتے ہیں وہ جو عمل بھی حق پہ کرتے ہیں اور وہ جو ناحق کو روکنے کی ہمت بھی کرتے ہیں۔

اللہ کریم ہمیں دین کی سمجھ بھی عطا فرمائے اور دین پر عمل کی توفیق بھی عطا کرے یہ یاد رکھو! مٹنا کفر کو ہے مٹنا برائی کو ہے۔ اسلام مٹے گا نہیں۔

جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا. باطل کا انجام ہی مٹ جانا ہے بندوں کا امتحان ہوتا رہتا ہے کہ کون مقابلے میں آتا ہے کون نہیں۔ میرے بھائی! وہ بچ گیا جس نے محمد رسول اللہ ﷺ کا اور آپ ﷺ کے دین کا دامن تھام لیا اور اُس کے لئے جان لڑا دی اور جس نے جان بچائی وہ بچا نہیں وہ پھنس گیا یہ سادہ سادہ جملوں میں سارا دین ہے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین o

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

کون آئے گا؟ ـــــ کس کا انتظار ہے؟

ہم چاہتے ہیں ملک پر بھی اسلام نافذ ہو اس کے لئے ہڑتال ہوگی جی دھرنا دیں گے جی۔ اس کے لئے دکانیں توڑ دیں گے یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ آپ جو ہڑتال پر جا رہے ہیں آپ نے اپنے آپ پر اسلام نافذ کر لیا ہے؟ آپ حلال کھاتے ہیں آپ جھوٹ نہیں بولتے۔ آپ فرائض ادا کرتے ہیں۔ عبادت کے وقت عبادت کرتے ہیں آپ نے اپنے آپ کو حدود شرعی کا پابند بنا لیا۔ اگر آپ اپنے ساڑھے چار ہاتھ کے بدن پر اسلام نافذ نہیں کر سکتے تو آپ کس منہ سے ہڑتال کرنے چلے ہیں کہ پورے ملک پہ اسلام نافذ ہو۔ کیسے ہوگا؟ جو شخص خود پر اسلام نافذ نہیں کرتا اسے تو یہ دعویٰ کرتے ہوئے بھی شرم آنی چاہئے کہ دوسرے سے کہے کہ تم ملک پر نافذ کرو! تم سے اپنے آپ پر نہیں ہوتا تو دوسرا ملک پر کیسے کرے گا؟ آج بھی اور آئندہ کبھی بھی ہمیشہ یہ یاد رکھیے گا۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 19-11-04

الحمدللہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی حبیبہ محمد والہ واصحابہ اجمعین o

اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

لقد جاء کم رسول من انفسکم عزیز علیہ ماعنتم حریص علیکم بالمومنین رئوف رحیم فان تولوا فقل حسبی اللہ لا الہ الا ھو علیہ توکلت وھو رب العرش العظیم o

اللھم سبحنک لا ماعلمتنا انک انت العلیم الحکیم

مولایا صل وسلم دائما ابدا علیٰ حبیب من ذانت بہ العصر

یہ آیات مبارکہ سورۃ التوبہ کی آخری آیات ہیں گیارہویں پارے میں۔ قرآن حکیم کا یہ اعجاز ہے کہ کہیں سے کھول لیں کوئی سی آیت مبارکہ پڑھ لیں زمانے کی روش کوئی بھی ہو دنیا کے حالات کیسے بھی ہوں ہر ہر آیت کریمہ میں اس کا جواب اور اس کا حل موجود ہے۔ اب ہم اپنے آج کے حالات کا اگر اندازہ کریں تو تقریبا مسلم دنیا میں

فرمایا

میں نے ایسی ہستی کو رسول بنا کر بھیجا جس نے بچپن سے لیکر زندگی بھر کسی سے کچھ مانگا نہیں دیتا چلا آیا ھے

صرف پاکستان میں نہیں پوری مسلم دنیا میں ایک خیال ہے وہ عام ہے اکثریت کی رائے ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی اللہ کا بندہ آجائے کوئی اللہ کا بندہ پیدا ہو جائے کوئی کہیں سے آجائے اور حالات سدھار دے حالات سدھر جائیں۔ کوئی نام لے کر امام مہدی کا انتظار کرتا ہے کہ یہ امام مہدی آئیں گے تو ہوگا کوئی کسی فاتح کا منتظر ہے کوئی کسی نجات دہندے کا منتظر ہے۔ آیت کریمہ نے عہد نبوی ﷺ میں اور نزول قرآن کے وقت جو جواب ارشاد فرمایا وہ آج بھی حرف بحرف ہر بندے کی تسلی کے لئے کافی ہے۔ فرمایا

لقد جاء کم رسول ۔ تمہارے پاس اللہ کا رسول ﷺ تشریف لا چکا اب کسی آنے والے کے انتظار کی ضرورت نہیں ہے۔ آنے والا تشریف لا چکا بات ختم ہوگئی۔ اب ان کے بعد کوئی ایسی ہستی نہیں آئے گی جو ان کے پائے کی ہو یا ان سے بالاتر ہوگا۔ تو پیروکار کا آنا کیا، یا نہ آنا کیا! پیروکار تو ہم بھی ہیں ہم بھی اس لئے مکلف ہیں۔ تو فرمایا یہ انتظار کرنا اور اس گمان میں رہنا کہ کوئی آئے گا اور وہ ساری بات درست کردے گا۔ یہ غلط ہے۔ لقد جاء کم رسول ۔ یہ پکی بات ہے کہ تمہارے پاس اللہ کا رسول ﷺ تشریف لا چکا ہے۔ پھر من انفسکم ۔ تمہی میں سے تمہاری طرح کا انسان جو کھاتا بھی ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

پینا بھی ہے سوتا بھی ہے جاگتا بھی ہے زخمی بھی ہوتا ہے ٹھیک بھی ہوتا ہے بیمار بھی ہوتا ہے گرمی سردی بھی محسوس کرتا ہے۔ جس کے خویش واقارب بھی ہیں جس کے والدین واجداد بھی ہیں جس کے ننھیال بھی ہیں جس کے سسرال بھی ہیں جس کے خویش اور قبیلے بھی ہیں جس کے روزگار کا مسئلہ بھی ہے جسے کھانا پینا بھی ہے بچوں کو بیویوں کو پالنا بھی ہے ساری انسانی ضرورتیں اس وجود عالی کے ساتھ ویسی ہیں جیسی تمہارے ساتھ ہیں۔ اللہ کریم اگر کسی فرشتے کو رسول بنا دیتے تو آج کا ماننے والا یہ کہہ سکتا تھا کہ یہ تو فرشتہ ہے اسے نیند بھی نہیں آتی اسے کوئی بیماری بھی نہیں آتی اسکے بیوی بچے بھی نہیں ہیں اسے کوئی مسئلہ نہیں ہے تو ہم تو انسان ہیں ہمارے ساتھ تو لاکھوں مسائل ہیں ہمارے خویش واقارب ہیں ہمارے بیوی بچے ہیں ہمارا گھر بار ہے۔ ہمارا کاروبار ہے۔ فرمایا میں نے ایسی ہستی کو رسول بنا کر بھیجا جس نے بچپن سے لیکر زندگی بھر کسی سے کچھ مانگا نہیں دیتا چلا آیا ہے۔

ابھی بچپن تھا والد پہلے رحلت فرما گئے بچپن تھا دو ڈھائی سال کی عمر تھی کہ دادا رحلت فرما گئے چچا ابو طالب تھے وہ خود کثیر العیال تھے اور معذور آدمی تھے ایک ٹانگ سے معذور تھے تجارتی سفر کرنے کے قابل نہیں تھے وہ خود تنگی میں رہتے تھے تو بچپن میں رسول اللہ ﷺ نے اجرت پر بکریاں چرائیں اور چچا نے ان کی پرورش نہیں کی انہوں نے چچا کی مدد کی۔ یعنی آپ ﷺ نے روزانہ کی اجرت پہ لوگوں کی بکریاں چرائیں اور جو کچھ ملا اس سے چچا کی امداد فرمائی۔ اور جب حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے آپ ﷺ کے نکاح کی بات چلی تو آپ ﷺ نے فرمایا چچا میں آپ کا بوجھ ضرور بانٹوں گا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم جو اس وقت بچے تھے انہیں اپنے ساتھ لے گئے

میرے اندازے کے مطابق دنیا کے جو ذرائع ہیں روزی کے اُن کا اسی فیصد آج بھی مسلمانوں کے پاس ہے۔

کہ میں چچا کا کچھ بوجھ ضرور بانٹوں گا یہ بچہ میں پالوں گا۔

ہماری مجبوریاں ہماری رشتہ داریاں ہیں لیکن جس ہستی کے سسرال میں بڑے بڑے قبائل اور گیارہ گھرانے گیارہ مختلف قبائل جزیرہ نمائے عرب کے اور ان سب کے ساتھ نبھانا اور سب کی ضرورتیں ان سب کی خوشی اور غمی میں شریک ہونا اپنی سب ازواج کے لئے الگ الگ مکان کا اہتمام سب کے صبح شام کھانے کی فکر یہ ساری ضرورتیں ایک ہستی کے ساتھ تھیں اور پوری دنیائے کفر سے اللہ کے ایک بندے کا مقابلہ تھا۔ روئے زمین پر اس بوڑھے آسمان کو یاد ہے کہ اللہ کا ایک بندہ محمد رسول اللہ ﷺ جس پہ وحی نازل ہوئی اور جو اللہ کو جانتا اور مانتا تھا۔ جس نے اللہ کو منوایا لوگوں سے ایک وقت میں ایک تھا ایک سے دو ہوئے دو سے تین ہوئے تین سے چار ہوئے۔

آپ وسائل کی بات کرتے ہیں۔ یکجا بود دنیا با مصطفیٰ ﷺ۔ "حملہ حیدری" ایک علامہ بازل ہوئے ہیں شیعہ علماء میں سے "حملہ حیدری" ان کی کتاب ہے تاریخ منظوم کی ہے انہوں نے فارسی میں۔ اس کا ایک مصرعہ ہے فرماتے ہیں یکجا بود دنیا با مصطفیٰ۔

حضرت مصطفیٰ ﷺ کے پاس دنیا کا مال وزر کہاں تھا کچھ بھی تو نہیں تھا۔ اور جب آپ ﷺ سنجیدہ عمر کو پہنچے سن مبارک چالیس برس کا ہوا تو وحی کا نزول ہوا تو نزول وحی کے ساتھ اللہ کے ایک بندے کا مقابلہ روئے زمین کے سارے کفر کے ساتھ آ گیا جس میں بڑی بڑی طاقتیں تھیں اس زمانے کی سپر پاورز تھیں قیصر اور کسریٰ۔ قیصر کے ایک ایک گورنر کے پاس ڈیڑھ ڈیڑھ لاکھ کی فوج ہوتی تھی۔ وہ تو افرادی قوت کا زمانہ تھا تلواروں کی جنگ کا زمانہ تھا۔ فرمایا آج کوئی ایسے حالات نہیں ہیں جو اس سے مشکل ہوں جو نبی کریم ﷺ کو اور ان مسلمانوں کو جو حضور ﷺ کے ساتھ ایمان لائے جو انہیں پیش آئے اس جیسے حالات بعد میں کسی

www.naqshbandiaowaisiah.com

کو پیش نہیں آئے۔ تمہیں تو ایک بنی بنائی دنیا مل گئی۔ تمہارے پاس تو روئے زمین کا بیشتر حصہ آج بھی مسلمانوں کے پاس ہے اور روئے زمین کا سب سے اچھا حصہ خوبصورت بندر گاہیں مسلمانوں کے پاس ہیں زرخیز زمینیں مسلمانوں کے پاس ہیں۔ سب سے اچھے باغ مسلمانوں کے پاس ہیں۔ سب سے زیادہ معدنی ذخائر تیل سے لیکر جواہرات ہیرے اور سونے تک سب مسلمانوں کے پاس ہیں۔ میرے اندازے کے مطابق دنیا کے جو ذرائع ہیں روزی کے' اُن کا اسی فیصد آج بھی مسلمانوں کے پاس ہے۔ غیر مسلموں کے پاس کیا ہے یا برفانی علاقے ہیں جن میں نو نو مہینے برف جمی رہتی ہے یا ایسے ممالک ہیں جہاں پینے کا پانی نہیں ملتا۔ آپ مسلمانوں کے اسی ایک ملک پاکستان کو دیکھ لیں اس کے گرد کوئی بلند دیوار بنا دیں اور دنیا سے اس کا رابطہ کاٹ دیں اسے کسی چیز کی درآمد کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی! یعنی زندگی کی ہر ضرورت جڑی بوٹیوں سے لیکر کھال چمڑے کپڑے روئی سوئی دھاگے روٹی تک ہر چیز ملک کے اندر موجود ہے۔ دنیا کا ہر موسم اس ملک میں موجود ہے اور سندھ کے صحراؤں سے لیکر ہمالہ کی چوٹیوں تک دیکھ لیں۔ سرد ترین اور گرم ترین دونوں موسم موجود ہیں اس کا مطلب ہے دنیا کا ہر پھل ہر کھیت ہر زراعت ہوسکتی ہے ہر قسم کی معدنیات پائی جاسکتی ہے کیا چیز ہے جو یہاں نہیں ہے؟ پھر بھی پاکستان میں جس سے پوچھو وہ کہتا ہے کہ کوئی آ جائے گا ناوہ ٹھیک کر دے گا۔ کون آ جائے گا؟

اللہ کریم فرماتے ہیں آنے والا آ چکا تشریف لانے والا جلوہ افروز ہو چکا اب کوئی نہیں آئے گا۔ اور جو جلوہ افروز ہوا۔ من انفسکم۔ ساری وہ بشری ضرورتیں یہ الگ بات کہ وہ خیر البشر ہے اُس جیسا کوئی دوسرا بشر نہیں یہ الگ بات ہے لیکن وہ بشری ضرورتوں سے ماورا نہیں ہے اُس کا بیٹا فوت ہوتا ہے اُس کی گود میں معصوم جان دیتا ہے تو اُس کے آنسو بھی ٹپکتے ہیں۔ اُس کی بیٹیوں کو ایذا پہنچتی ہے تو اُس کے آنسو بھی چھلکتے ہیں وہ اولاد کا غم بھی سہتا ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ نباہ بھی کرتا ہے وہ فاقہ کشی بھی کرتا ہے کھانے کا اہتمام بھی کرتا ہے۔ ساری ضرورتیں ~~نبھاتا~~ ہے اور پھر ایک ایسی عجیب ہستی کہ تم اُسے جانو نہ جانو مانو نہ مانو اطاعت کرو نہ کرو۔

آپ مسلمانوں کے اسی ایک ملک پاکستان کو دیکھ لیں اس کے گرد کوئی بلند دیوار بنا دیں اور دنیا سے اس کا رابطہ کاٹ دیں اسے کسی چیز کو درآمد کرنے کی ضرورت پیش نہیں آئے گی!

عزیزٌ علیہ ما عنتم۔ تمہیں جو دکھ ہوتا ہے اُس کی تکلیف وہ محسوس کر پاتا ہے۔ تھوڑ تمہیں لگتی ہے دکھ رسول اللہ ﷺ کو ہوتا ہے۔ عزیزٌ علیہ ما عنتم تھوڑ تمہیں لگتی ہے گراں میرے حبیب ﷺ پہ گزرتی ہے۔ گناہ تم کرتے ہو بخشش وہ مانگتا ہے بُرائیاں تم کرتے ہو دعائیں وہ مانگتا ہے بزدل تم ہو ہمتیں وہ بندھاتا ہے۔

حریصٌ علیکم۔ وہ عالم سے بے نیاز ہے لیکن اے بنی نوع انسان تمہارے لئے تو حرص کی حد تک چلا گیا ہے لالچ کی حد تک چلا گیا ہے۔ مسلمان نہیں انسان کے پیچھے لالچ کی حد تک چلا گیا ہے کہ ہر انسان کا رابطہ اللہ سے ہو جائے ہر انسان اللہ کو مانے ہر انسان جہنم کی آگ سے بچ جائے ہر انسان کی دنیوی زندگی بھی پُرسکون ہو آخرت بھی پُرسکون ہو اور بالمومنین اور ایمان والوں سے تو۔ رؤف رحیم۔ وہ معاف کرنے والا بھی ہے اور رحم کرنے والا بھی ہے۔ مسلمان تو جتنے بھی بگڑ جائیں اُس کی بارگاہ میں اُس کے لئے بخشش بھی ہے اور رحمت بھی ہے اور فرمایا اس کے بعد بھی اگر تم اس بات پہ رہو کہ کوئی آئے گا کچھ کر دے گا۔ آنے والا آ چکا۔ اب جو کرنا ہے تمہیں کرنا ہے تمہیں کرنے کا سلیقہ اُس نے سکھا دیا تمہیں جینے کے ڈھنگ اُس نے سکھا دیے۔ تمہیں دوستی اور دشمنی کی حدود بتا دیں تمہیں کمانے اور خرچ کرنے کے ذرائع بتا دیے۔ زندگی کا ایک ایک نشیب وفراز اُس نے تمہیں بتا دیا۔ پھر ہمیشہ کے لئے تمہارا رسول ہے کبھی اُس کی رسالت ونبوت ختم نہیں

ہوگی۔ ہمیشہ کے لئے تمہارے ساتھ ہے مسلمانو! رؤف بھی ہے اور رحیم بھی ہے۔ اب تم ہی اُس کا دامن جھٹک کر ماوشما کے دامن سے وابستہ رہو تو یہ تمہاری بدقسمتی ہے۔ اب تم محمد رسول اللہ ﷺ کی بعثت عالی کو بھول کر سمجھتے رہو کہ کوئی آئے گا تو کوئی آئے گا تو کیا ہوگا؟ کون آئے گا؟ اور پھر آپ ﷺ کو مخاطب کر کے اللہ کریم نے فرمایا

فان تولوا۔ اگر یہ لوگ تیری اطاعت سے گریز کریں۔ اگر یہ لوگ اس پر بھی تیری پیروی نہ کریں تو انہیں بتا دیجئے۔ حسبی اللہ۔ مجھے میرا اللہ کافی ہے میں تمہارا محتاج نہیں ہوں۔ تمہاری پیروی کرنے سے میری شان میں اضافہ نہیں ہوگا۔ تمہارے نہ کرنے سے میری عظمت میں کمی نہیں آئے گی۔ تمہارے نہ کرنے سے میرا کچھ بگڑے گا نہیں اور تمہاری پیروی کرنے سے میرا کچھ سنورے گا نہیں۔ پیروی کرو گے تو اپنا سنوارو گے نہیں کرو گے تو اپنا بگاڑو گے اس لئے میرے حبیب ﷺ کہہ دو۔

فان تولوا۔ اگر یہ روگردانی کرتے ہیں اگر یہ آپ ﷺ کے احکام نہیں مانتے اگر آپ ﷺ کے دین پر عمل نہیں کرتے تو انہیں بتا دو۔

فقل حسبی اللّٰہ۔ مجھے میرا اللہ کافی ہے۔ لا الٰہ الا ھوا۔ جس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ میرا اللہ میرے ساتھ ہے اور مجھے کافی ہے۔ علیہ توکلت۔ میں اُس پہ بھروسہ کرتا ہوں۔ وھوا رب العرش العظیم۔ وہ عرش عظیم کا پروردگار ہے۔ ساری کائنات کا رب ہے۔ عرش عظیم کیا ہے؟ کارگہہ حیات کا سیکرٹریٹ ہے۔ جس طرح ہر ملک کا سیکرٹریٹ ہوتا ہے جس میں بادشاہ ہوتا ہے یا صدر ہوتا ہے یا وزیراعظم ہوتا ہے پورے ملک کی تقدیر کے فیصلے کرتے ہیں۔ اسی طرح جہاں تک مخلوق ہے اور کائناتیں جتنی بھی ہیں اُن سب کا سیکرٹریٹ عرش عظیم ہے۔ جہاں سے سب کے فیصلے نازل ہوتے ہیں فیصلے صادر ہوتے ہیں جہاں سے سب کو روزی تقسیم ہوتی ہے۔ عمریں بٹتی ہیں۔ زندگیاں ملتی ہیں۔ موت آتی ہے صحت

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام جس طرح روز اول عروج میں آیا تھا آخر میں بھی اُسی طرح عروج میں آئے گا۔

ملتی ہے۔ بیماری آتی ہے۔ جہاں سب فیصلے ہوتے ہیں اُس کا مالک اور پروردگار وہی اللہ ہے جس پر میرا بھروسہ ہے جو میرے ساتھ ہے۔ اور جس کے ساتھ اللہ ہے تم ساتھ نہیں دو گے تو اُس کا کیا بگڑے گا؟ تو کتنی، کتنی سادہ کتنی سلیس اور کتنی درست زبان میں قرآن حکیم نے ہمارے آج کے سارے مسائل کا حل بھی بتا دیا۔

ہم چاہتے ہیں ملک پر بھی اسلام نافذ ہو اُس کے لئے ہڑتال ہوگی جی دھرنا دیں گے جی۔ اُس کے لئے دکانیں توڑ دیں گے۔ یہ کر دیں گے وہ کر دیں گے۔ آپ جو ہڑتال پر جا رہے ہیں آپ نے اپنے آپ پر اسلام نافذ کر لیا ہے؟ آپ حلال کھاتے ہیں آپ جھوٹ نہیں بولتے۔ آپ فرائض ادا کرتے ہیں۔ عبادت کے وقت عبادت کرتے ہیں آپ نے اپنے آپ کو حدود شرعی کا پابند بنا لیا۔ اگر آپ اپنے ساڑھے چار ہاتھ کے بدن پر اسلام نافذ نہیں کر سکتے تو آپ کس منہ سے ہڑتال کرنے چلے ہیں کہ پورے ملک پہ اسلام نافذ ہو۔ کیسے ہوگا؟ جو شخص خود پر اسلام نافذ نہیں کرتا اُسے تو یہ دعویٰ کرتے ہوئے بھی شرم آنی چاہئے کہ دوسرے سے کہے کہ تم ملک پر نافذ کرو! تم سے اپنے آپ پر نہیں ہوتا تو دوسرا ملک پر کیسے کرے گا؟ آج بھی اور آئندہ کبھی بھی ہمیشہ یہ یاد رکھیے گا۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اسلام جس طرح روز اول عروج میں آیا تھا آخر میں بھی اُس طرح عروج میں آئے گا۔ شروع میں اسلام کس طرح عروج میں آیا تھا کیا کسی بادشاہ نے نافذ کیا تھا کیا کسی حکومت نے نافذ کیا تھا۔ نہیں جان نثاران محمد رسول اللہ ﷺ نے اپنے آپ پہ نافذ کر لیا۔ جو بھی ایمان لاتا تھا وہ اپنے آپ پر پورا اسلام نافذ کر لیتا تھا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُن لوگوں نے روئے زمین پر اسلام کو نافذ کر دیا۔ جن پر خود اسلام نافذ تھا اللہ نے انہیں یہ توفیق دی اور اُن کی مدد فرمائی کہ انہوں نے پچیس سال کی قلیل مدت میں۔ تیئیس برس

www.naqshbandiaowaisiah.com

قرآن کریم نازل ہوتا رہا بتیس برس کے زمانہ نبوت کے بعد نبی کریم ﷺ نے دارِ دنیا سے پردہ فرمایا۔ وصالِ نبوی ﷺ کے بعد پچیس برسوں کے اندر اندر معلوم دنیا کے تین چوتھائی حصے پر اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔ ہسپانیہ سے لیکر چائنہ تک اور سائبریا سے لیکر افریقہ تک۔ اور زمانہ گھوڑوں پہ اور پیدل چلنے کا تھا۔ تلوار سے جنگ کا زمانہ تھا۔ آجکل کا ایٹمی دور نہیں تھا۔ ٹیلی فون تار اخبار کچھ بھی نہیں تھے لیکن اس تین چوتھائی دنیا پر مسجد نبوی ﷺ کا خطیب بیٹھا ہوا حکمرانی کر رہا تھا اور ہر جگہ عدل ہو رہا تھا اور ہر ایک کی خبر گیری ہو رہی تھی۔ اس لئے کہ انہوں نے سب سے پہلے آپ پر اسلام نافذ کر لیا تھا تو اللہ نے انہیں توفیق بخشی انہوں نے دنیا پہ اسلام نافذ کر دیا۔ ہم نعرے لگاتے ہیں دوسروں کو کہتے ہیں دوسروں کا احتساب کرتے ہیں دوسروں کی روز بات کرتے ہیں اُس نے یہ غلط کیا اُس نے یہ غلط کیا کبھی ہمیں یہ فرصت نہیں ملی کہ اپنا گریبان بھی دیکھیں کہ میں کیا غلط کر رہا ہوں ٹھیک کر رہا ہوں۔ جو میں کر رہا ہوں اُس میں کتنا ٹھیک ہے کتنا غلط ہے۔

اسلام انشاء اللہ ضرور نافذ ہوگا۔ اس ملک پر بھی ہوگا اور صرف پاکستان پر نہیں ہوگا۔ انشاء اللہ آنے والا وقت اس کی شہادت دے گا کہ سارا برصغیر اسلامی ریاست ہوگا انشاء اللہ العزیز اور وہ وقت قریب ہے لیکن اُن لوگوں کے ہاتھوں نافذ ہوگا جنہوں نے اپنے آپ پر اسلام نافذ کر لیا ہوگا یہ کثرت تعداد کا محتاج نہیں ہے کہ بہت سے لوگ ہوں گے تو ہوگا۔ آپ دنیا کے انقلابات کی تاریخ پڑھیے کوئی انقلاب کسی کثرت کی وجہ سے نہیں آیا خواہ وہ اسلامی تھا یا غیر اسلامی تھا۔ اسلامی انقلاب بھی تو مٹھی بھر صحابہ تھے جو جزیزہ نمائے عرب سے اٹھے اور روئے زمین پر چھا گئے۔ غیر اسلامی انقلابات کی

> **وصالِ نبوی ﷺ کے بعد پچیس برسوں کے اندر اندر معلوم دنیا کے تین چوتھائی حصے پر اسلام کی حکومت قائم ہو چکی تھی۔**

تاریخ بھی پڑھ لیں خواہ وہ اچھے تھے یا بُرے تھے لیکن یہ مٹھی بھر لوگ تھے جو ایک جگہ سے اٹھے اور وہ روئے زمین پر چھا گئے۔ فرانس کا انقلاب مشہور ہے۔ مٹی بھر لوگ تھے۔ امریکہ میں انقلاب آیا مٹھی بھر لوگ تھے جو انقلاب لائے اور انگریز کو وہاں سے نکال کر امریکہ کو آزاد ملک بنا دیا۔ تاتاریوں کا انقلاب روئے زمین کو انہوں نے ہلا کر رکھ دیا۔ وسط ایشیا سے مٹھی بھر لوگ اٹھے۔ ایک ڈسپلن ایک باقاعدہ قانون کے ایک حدود کے اندر رہنے والی ایک باقاعدہ مہذب اقلیت تھوڑے سے لوگ ہوتے ہیں جو ضابطوں اور قاعدوں سے باہر نہیں جاتے وہ اتنی طاقت بن جاتے ہیں کہ وہ دنیا کو ہلا کے رکھ دیتے ہیں اور اگر دنیا کو ہلانے کیلئے دنیوی ضابطوں کے پابند لوگ ایسا کر سکتے ہیں تو پھر اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ضابطوں کی پابند مٹھی بھر جماعت بھی ہو جائے تو روئے زمین پر انقلاب برپا کرنے کے لئے کافی ہے۔

لیکن ہوتا کیا ہے؟ ہم میں سے کوئی نماز پڑھ لیتا ہے روزہ نہیں رکھتا۔ روزہ رکھ لیتا ہے مال دوسرے کا کھا جاتا ہے جھوٹ بول لیتا ہے۔ زندگی کو ہم پوری طرح سے اسلام کی تحویل میں نہیں دے پاتے حالانکہ حکم یہ ہے۔ جب ایمان لائے ہو **یایھا الذین امنوا ادخلو فی السلم کافۃ٥** ایمان لانے کا تقاضا یہ ہے کہ پورے کے پورے اسلام کے اندر آ جاؤ۔ کوئی دامن تمہارا کوئی پہلو کوئی پلہ کوئی کپڑا کوئی کونہ باہر نہیں رہنا چاہئے۔ سارے کے سارے اسلام کے اندر آ جاؤ اب یہ کونسا اسلام ہے کہ ایک ٹانگ آپ نے اندر رکھی ہے ایک باہر بھی رکھی ہوئی ہے۔ نماز پڑھ لیتے ہیں سود بھی کھا لیتے ہیں روزہ رکھ لیتے ہیں جھوٹ بھی بول لیتے ہیں۔ عبادت بھی کر لیتے ہیں ڈاکہ بھی کر لیتے ہیں یہ تو اسلام نہیں ہے۔ اسلام تو یہ ہے کہ زندگی تمہاری نہ رہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ کی غلامی میں چلی جائے۔ تمہاری فیصلے تم نہیں کرو تمہیں فیصلے کئے ہوئے ملیں اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کی بارگاہ سے اور وہ تم اپنے آپ پہ نافذ کرو۔ تو انشاء اللہ اسلام تو ضرور نافذ ہوگا لیکن اللہ ایسے بندے

www.naqshbandiaowaisiah.com

بھی پیدا کر دے گا۔ جو اپنے آپ پر اسلام نافذ کریں گے اور اس کا حق ادا کر دیں گے انہی کے ہاتھوں نافذ ہوگا۔ اسلام کے ساتھ بھی دھوکا اور مذاق ہے کہ زبان سے کہا جائے میں مانتا ہوں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور کام اپنی مرضی سے کیا جائے۔ حلال وحرام کی تمیز نہ رہے جائز ناجائز کو نہ دیکھا جائے اور اتباع رسالت پناہی ﷺ کو چھوڑ کر دنیا کی حرص اور لالچ میں سب کچھ فراموش کر دیا جائے تو یہ بجائے خود ایک مذاق ہے بارگاہ ایزدی میں بھی اور عظمت رسالت ﷺ کے ساتھ بھی جو خود ایک جرم ہے۔ ایسے لوگوں کو تو اللہ دنیا پہ کیا اقتدار دے گا یہ لوگ تو سزا کے مستحق ہوں گے اللہ معاف فرمائے۔

تو ہم جو دنیا کی تقدیر بدلنے کے دعوے کرتے ہیں اگر اپنے آپ کو نہیں بدل سکتے تو دنیا کو کیا بدلیں گے! تو میرے بھائی! اللہ کو ہماری ضرورت نہیں ہے اللہ کے نبی ﷺ کو ہماری ضرورت نہیں ہے۔

مرزا مظہر جانان جان رحمت اللہ تعالےٰ علیہ بہت پائے کے ولی اللہ تھے دہلی میں شہید ہوئے وہ فرماتے ہیں۔

خدا در انتظار حمد ما نیست
محمد چشم برراہ ثنا نیست

کہ اللہ کوئی انتظار میں نہیں بیٹھا کہ ہم نمازیں پڑھیں تو اللہ کا کوئی بہت سنواریں اُسے کوئی ہماری ضرورت نہیں ہے۔ محمد رسول اللہ ﷺ چشم برراہ ثنا نیست۔ اور نہ اللہ کا رسول ﷺ اس انتظار میں ہے کہ ہم اُن کی تعریف کریں گے تو اُن کی شان بنے گی۔ اللہ کی شان اپنی ہے۔ نبی علیہ الصلوۃ والسلام کو اللہ نے خود شان دی ہے پھر فرمایا۔

محمد حامد حمد خدا بس
خدا خود مدح خوان مصطفٰے بس

اگر اللہ کی تعریف کرنی ہے تو اُس کا حق محمد رسول اللہ ﷺ نے ادا کر دیا اگر مخلوق سے کسی نے اللہ کی تعریف کرنی ہے تو۔

آپ دنیا کے انقلابات کی تاریخ پڑھیے کوئی انقلاب کسی کثرت کی وجہ سے نہیں آیا خواہ وہ اسلامی تھا یا غیر اسلامی تھا

محمد حامد حمد خدا بس۔

محمد ﷺ نے اللہ کی حمد کرنے کا حق ادا کر دیا اور خدا خود مدح خوانِ مصطفٰے بس اور جس رسول ﷺ کی تعریفیں خود اللہ کرتا ہے ہم کریں تو کیا ہوگا نہ کریں تو کیا ہوگا۔

محمد حامد حمد خدا بس
خدا خود مدح خوان مصطفٰے بس
مناجات اگر باید بیاں کرد
بیت ہم قناعت ے تواں کرد

ہاں ہمیں اگر دعا کے لئے ہاتھ اٹھائیں تو ہمیں صرف ایک بات کرنی چاہیے' فرماتے ہیں ایک شعر پہ زندگی تمام ہو جاتی ہے۔

محمد از تو مے خواہم خدا را

کہ مانگنا ہو تو ہاتھ اٹھا کے مانگو اور مانگو کہ اے محمد ﷺ اے اللہ کے رسول ﷺ میں تجھ سے اللہ مانگتا ہوں۔

خدایا از تو عشق مصطفٰے را

محمد ﷺ سے مانگو تو اللہ مانگو اللہ سے مانگو تو مصطفٰے ﷺ کا عشق مانگو۔ ایک ہی بات ہے کہنے کی ایک ہی کام ہے کرنے کا۔

محمد از تو مے خواہم خدا را

اے میرے رسول ﷺ میں تجھ سے اللہ مانگتا ہوں۔

خدا یا از تو عشق مصطفٰے را

اے رب العلمین میں چاہتا ہوں تو مجھے اپنے نبی ﷺ کا عشق عطا کر۔

دگر لب وامکن مظہر فضولیست
سخن از حاجت افزوں تر فضولیست

اس کے علاوہ بات کرنا فضول ہے اور وقت ضائع کرنے والی بات ہے اس کے علاوہ کوئی بات دنیا میں نہیں ہے جو کی جائے جو مانگی جائے جس پر عمل کیا جائے۔

اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے ہمیں اپنی عبادت اپنے ایمان اپنے یقین کی توفیق دے اپنے حبیب ﷺ کی اطاعت اور آپ ﷺ کا عشق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

”مشاہدات کا حاصل یہ
نہیں کہ تو غوث ہو گیا۔ تو قطب بن
گیا۔ مشاہدات کا حاصل یہ ہے کہ تجھے گناہ کا
احساس ہونے کا شعور ہو، اللہ کا خوف ہو اور غیر
اللہ کا خوف دل سے نکل جائے۔ کفر کے لئے تو تیغ
برہنہ بن جائے، احقاق حق کے لئے شمع صداقت بن
جائے، دنیا میں تجھ سے نور، روشنی اور حق غالب
آئے، کفر کے اندھیرے سمٹنا شروع ہو جائیں،
بُرائی مٹنا شروع ہو جائے، بُرائی سمٹنا شروع
ہو جائے یہ تیرے مشاہدات کی
دلیل ہے“۔

اقتباس از ”کنز الطالبین“

تعاون

احمد دین

ٹیکسٹائل ملز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد

ہیڈ آفس

667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

جنت کیسے ملے گی؟

فرمایا اگر تو میرے جمال جہاں آرا کو دیکھنا چاہے اگر تو میری تجلیات کو اس دنیا میں دیکھنا چاہئے اگر تو میرے انوارات کو اس روئے زمین پر ان مادی آنکھوں سے دیکھنا چاہے سیما ھُم فی وجوھِھم من اثر السجودo تو پھر اُن لوگوں کے چہروں میں مجھے دیکھ اُن کے رُخسار پہ میں دمکتا ہوں اُن کی پیشانیوں سے میرا حسن جو ہے وہ ٹپکتا ہے۔ انہیں ملتا یہ ہے کہ وہ آئینہ بن جاتے ہیں جمال باری کا۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 22-10-04

الحمدللہ رب العلمین. والصلوۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمدٍ والہٖ واصحابہٖ اجمعین.

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم.

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

شھرُ رمضان الذی اُنزل فیہِ القراٰنُ.

اللھُم سبحنکَ لاعلملنا الا ما علمتنا انک انت العلیمُ الحکیم.

مولایا صل وسلم دائماً ابداً علی حبیبک من ذانت بہ العُصُرُ

ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے دین کو رسومات کے انداز میں لیا ہے اور دین کو اگر اُس کی عظمت سے نیچے کر کے دیکھا جائے تو وہ دین نہیں رہتا۔ دین کی عظمت یہ ہے کہ دین حکم کرتا ہے مشورے نہیں لیتا، حکم دیتا ہے اور اُس میں کوئی ابہام نہیں ہوتا۔ یہ ہم ہیں جو کمزور ہیں یقین میں ایمان میں ہم اُس کی تاویلیں کرتے رہتے ہیں اور عجیب بات ہے کہ ہم دین کی تاویل گھڑ کے اور دین سے نکل کر عمل کر کے آسانیاں تلاش کرتے ہیں حالانکہ دو جہان کی آسانیاں اللہ کریم نے دین میں سمو دی ہیں۔ کچھ ہمارے علما

دین کی عظمت یہ ہے کہ دین حکم کرتا ہے مشورے نہیں لیتا، حکم دیتا ہے اور اُس میں کوئی ابہام نہیں ہوتا

حضرات اللہ سب کو خوش رکھے اور سب کو نیکی نصیب فرمائے اور قبول فرمائے مجھ سے سب بہتر ہیں لیکن اس بات کا دکھ ضرور ہوتا ہے کہ علما حضرات دین کو بحیثیت دین منوانے میں کامیاب نہیں ہو پا رہے ہیں اور بیشتر برائے نام عالم جو ہیں وہ دنیوی اُمور کے لئے ٹونے ٹوٹکے کے طور پر اللہ کی کتاب کو بھی استعمال کرنے کا راستہ بتاتے ہیں۔

رمضان المبارک مہینوں میں ایسا مہینہ ہے جس کا مقام انفرادی ہے جس کی نظیر نہیں ملتی جس کا کوئی ثانی نہیں ہے۔ اللہ کریم کے احسانات اپنی مخلوق پر اتنے ہیں کہ گنے نہیں جا سکتے۔ وان تعدوا نعمتہ اللہ لا تحصو ھا. اگر تم اللہ کی نعمتیں گنا چاہو تو گن نہیں سکتے۔ پھر مخلوق میں انسان بنایا، پھر انسانوں میں ایمان عطا کیا ان ساری نعمتوں میں جب ذکر فرماتا ہے مومنین کے لئے تو فرماتا ہے۔

لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً. اللہ کا احسان ایمان والوں پر یہ ہے کہ اُن میں رسول اللہ ﷺ کو مبعوث فرمایا۔ اس کا یہ مطلب نہیں کہ اللہ کا یہی ایک احسان ہے اُس کے بے پناہ احسانات جو ہیں اُن میں یہ سب سے بڑا ہے جو اللہ نے شمار فرمایا اس طرح اس ماہ مبارک کے بے شمار فضائل ہیں۔

اس کا پہلا عشرہ رحمتوں کا ہے اور رحمتیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

عام بٹتی ہیں دوسرا عشرہ مغفرت کا ہے اور بخشش عام ہوتی ہے تیسرا عشرہ جہنم سے رہائی کا ہے کہ ہر مانگنے والے کو دی جاتی ہے بشرطیکہ کوئی مانگے۔ اس کا ایک ایک پل اتنا سعید ہے کہ ہر لمحے کی چھوٹی سی نیکی غیر رمضان کی بہت بڑی نیکیوں سے عظیم تر ہے۔ رمضان المبارک میں جو نوافل ادا کئے جاتے ہیں غیر رمضان کے فرائض سے زیادہ ثواب پاتے ہیں ایک روزہ زندگی بھر کے گناہوں کو بخشنے کے لئے کافی ہے ایک روزہ اور ایک رات کا قیام جسے علمائے حق فرماتے ہیں جس نے عشاء جماعت سے پڑھی اور فجر باجماعت ادا کی اُسے ''قیام اللیل'' کا ثواب ملتا ہے۔ ''قیام اللیل'' ایک رات کا قیام زندگی بھر کے گناہ بخشوانے کے لئے کافی ہے لیکن اُس کے ساتھ ایک شرط لگا دی۔

من صام رمضان ایمانا واحتسابا. جس نے رمضان کا روزہ اس حال میں رکھا کہ اُسے اللہ پر یقین کامل ہے اللہ کے نبی ﷺ اللہ کی کتاب ضروریات دین کے ساتھ یقین کامل ہے۔ ایمانا۔ اُس کا یقین غیر متزلزل ہے۔ واحتسابا اور احتساب کرتے ہوئے۔ اپنے آپ کو تلاش کرتے ہوئے کہ میں کون ہوں۔ احتساب کیا ہے؟ اپنے آپ کو تلاش کرنا کہ میں کون ہوں اور بلوغت سے لیکر آج تک میں کیا کرتا رہا ہوں' کہاں کھویا رہا ہوں اور آج میں کیا کرنے جا رہا ہوں اور یہ میں کب تک کرنے جا رہا ہوں؟ یہ وقتی اور لمحاتی فیصلہ ہے یا زندگی کا فیصلہ ہے؟ آج جو میں رمضان المبارک کے احترام میں اور اُس کی برکت سے مسجد جا رہا ہوں یہ رمضان ہی کے لئے ہے یا میری زندگی بدل رہی ہے؟ اگر کسی نے ایمان اور احتساب سے روزہ رکھا۔ غفر لہ' ماتقدم من ذنبہ. جتنے گناہ وہ زندگی میں کر چکا ہے سب معاف ہو جاتے ہیں۔

> **کلام متکلم کا آئینہ دار ہوتا ہے' متکلم کی ذات اُس میں سموئی ہوئی ہوتی ہے غیر محسوس طریقے سے۔**

من صام رمضان ایمانا واحتسابا. اور جس نے رمضان کا قیام کیا رات کو لیکن ایمان اور احتساب کے ساتھ یقین مکمل ہو اور اپنا احتساب کر کے قیام کرے کہ میری سوچیں کیا تھیں میرا کردار کیا تھا میں آج تک کیا کرتا رہا ہوں۔ آج جو میں نے فیصلہ کیا اللہ کے حضور دست بستہ کھڑا ہونے کا تو یہ میرا لمحاتی وقتی فیصلہ ہے یا میں نے پوری زندگی بدل دی ہے اور اب میں اللہ کی نافرمانی سے ہر ممکن کوشش کروں گا کہ بچ جاؤں تو فرمایا یہ ایک قیام۔ غفر لہ' ماتقدم من ذنبہ. کوئی قید نہیں لگائی کہ چھوٹے چھوٹے گناہ معاف ہوں گے بڑے ہوں گے دس ہوں گے پچاس ہوں گے کروڑوں ہوں گے فرمایا اُس سے پہلے جتنے گناہ کر چکا معاف ہو جاتے ہیں۔ غرض آپ رمضان المبارک کی برکات گنتے جائیں تو شمار ممکن نہیں ہے ایک بات پہ خصوصی توجہ دلائی رب العلمین نے شهر رمضان۔ رمضان المبارک کا مہینہ۔ الذین. وہ عظیم مہینہ۔ انزل فیه القرآن. جس میں قرآن حکیم کا نزول شروع فرمایا۔ جس میں بندے کو مشت غبار کو ایک عاجز مخلوق کو کلام الٰہی سے نوازا گیا۔ کتنی بھی بارش برسے چھپ جانے والا کسی اوٹ میں اُس سے تر نہیں ہوتا۔ یہی عالم کلام الٰہی کا ہے۔ جو اپنے دل کا پیالہ ہی الٹا رکھیں جو اپنے آپ کو چھپا لیں اُس سے انہیں کچھ نصیب نہیں ہوتا ورنہ کلام ہوا اور وہ اللہ کا ہو۔ ہم نے تو یہ دیکھا ہے۔

کہ بات ایک عام سی ہوتی ہے روزمرہ کی ایک داستان ہوتی ہے روزمرہ کا ایک واقعہ ہوتا ہے ہم روز کسی سے ملتے ہیں کسی سے بچھڑتے ہیں کچھ پاتے ہیں کچھ کھوتے ہیں یہ زندگی کی روزمرہ کی باتیں ہیں لیکن کوئی شاعر انہیں جب ایک شعر میں موزوں کر دیتا ہے تو لوگ اُس ایک شعر پہ مر مٹتے ہیں۔ قربان ہونے کو جی چاہتا ہے۔ واقعہ میں کچھ نہیں ہوتا واقعہ نیا نہیں ہوتا بات کا اسلوب اور انداز اتنا خوبصورت ہوتا ہے کہ وہ دنیا میں مشہور ہو جاتا ہے پھر کوئی اچھی آواز کا مالک اچھے گلے کا مالک

www.naqshbandiaowaisiah.com

سُر سے واقف راگ سے واقف اُس شعر کو جب وہ گا کر پڑھتا ہے تو کتنے لوگ ہیں جو اُس پہ فدا ہو جاتے ہیں اُس میں کوئی واقعہ ایسا نہیں ہوتا جو انسانی نظروں سے اوجھل ہو یا پہلی بار کسی نے سُنا ہو ایسا ہوتا ہے واقعہ عام سا ہوتا ہے اُس کی موزونیت' کس طرح الفاظ کو موزوں کیا گیا پھر گانے والے کا کمال کہ اُس کا سُر اُس کی لے اور اُس کی آواز کا زیروبم اور اُس کی راگ سے شناسائی' تو کتنے لوگوں کو اپنا گرویدہ بنالیتا ہے! حالانکہ ہم جانتے ہیں کہ شعرا میں بھی اکثریت اور گانے والوں میں بھی اکثریت بیکار لوگوں کی ہے' بے عمل لوگوں کی ہے بلکہ بعض اوقات اُن میں شرفا کم ہی ملتے ہیں' غیر سنجیدہ لوگ ملتے ہیں' ان ساری باتوں کو بندہ بھول جاتا ہے اُس شعر کی موزونیت اور اُس لے میں کھو جاتا ہے۔

لیکن اگر کلام ایسا ہو اتنا خوبصورت کہ جو پوری دنیا کو للکارے۔ فاتوا بسورۃ من مثلہٖ اس جیسا ایک جملہ بنا کر دکھاؤ۔ ایک ایسا کلام جس کی موزونیت اتنی حسین ہو کہ دنیا میں تمام صاحب کلام لوگوں کو شاعروں کو ادیبوں کو دانشوروں کو اہل علم کو سب کو للکار کر کہے کہ جتنا کلام ان تیس پاروں میں ہے اس کے مقابلے میں اس جیسا ایک جملہ بنا دکھاؤ۔ اور یہ اعلان چودہ صدیوں پر محیط ہو اور قرآن اپنے اعلان کو دہرائے جا رہا ہو اور کوئی دعویٰ نہ کر سکے کہ اس جیسا ایک جملہ میں بھی موزوں کر سکتا ہوں اُس کے حُسن کی کوئی حد ہے! یعنی حُسن کلام کی کوئی حد بھی ہے۔ پھر کلام متکلم کا آئینہ دار ہوتا ہے' متکلم کی ذات اُس میں سموئی ہوئی ہوتی ہے غیر محسوس طریقے سے آپ تجربے کے لئے کسی ایک آدمی کو کسی ایک خاص طبقے کے لوگوں میں بٹھا دیں اُن کی باتیں سنتا رہے اچھے ہوں یا برے جواریوں کے ساتھ بٹھا دیں کچھ عرصے بعد وہ بندہ جواری بن جائے گا' بٹیر بازوں کے پاس بٹھا دیں تاش کھیلنے والوں کے پاس بٹھا دیں سرنگیاں

> **اللہ کے کلام کو اگر کوئی سنے اللہ کے کلام کو پڑھے اور اُس کے رنگ میں نہ رنگا جائے' یہ ممکن نہیں۔**

بجانے والوں کے پاس کسی طبقہ زندگی کے لوگوں کے پاس ایک بندے کو ڈاکٹروں کے پاس چھوڑ دیں۔ کچھ عرصے بعد وہ دوائیاں تجویز کرنے لگ جائے گا نہ اُس نے میڈیکل پڑھا نہ وہ جانتا ہے لیکن چھوٹے موٹے مرض کے لئے وہ گولیاں بتائے گا یہ کیپسول لے لو وہ گولی لے لو یہ ٹیکہ لگا لو۔ یہ کیا ہوتا ہے؟ کیا یہ روز نہیں ہوتا ہمارے ساتھ یہ اس لئے ہوتا ہے کہ اُن لوگوں کی باتیں سُن سُن کر اُن جیسی خصوصیات اُس میں آجاتی ہیں اُن جیسا ہونے لگ جاتا ہے۔ اور اب اللہ کے کلام کو اگر کوئی سنے اللہ کی کلام کو پڑھے اور اُسکے رنگ میں نہ رنگا جائے' یہ ممکن نہیں۔ کلام باری میں تجلیات ذات باری ہوتی ہیں اور جنھوں نے اس کو سمجھا فرمایا۔

اشداء علی الکفار رحماء بینھم تراھم رکعا سجدا یبتغون فضلا من اللہ رضوانا ٥ یعنی قرآن سمجھنے سے ہوا کیا؟ معیت آقائے نامدار ﷺ نصیب ہوئی اور فیض معیت یہ تھا کہ غصہ اور محبت دو متضاد کیفیات ہیں فرمایا بندہ مومن میں دونوں موجود ہیں ناحق پہ غصہ ضرور کرتا ہے اور حق پہ بچھ جاتا ہے ایک وقت میں چمکتی ہوئی بجلی بھی ہے برستی ہوئی ابر باراں بھی ہے دونوں ضدیں ایک بندے میں جمع ہو جاتی ہیں پھر اُس کا ہر عمل تراھم رکعا سجدا۔ زندگی کا ہر عمل رکوع وجود بن جاتا ہے اٹھتا ہے تو اللہ کے حکم کے مطابق' بیٹھتا ہے تو اللہ کے حکم کے مطابق' دوستی کرتا ہے تو اللہ کے حکم کے مطابق اور دشمنی کرتا ہے تو اللہ کے حکم کے مطابق' خریدتا ہے تو اللہ کے حکم کے مطابق' بیچتا ہے تو اللہ کے حکم کے مطابق' زندگی کا ہر ہر کام باطل کے لئے برق تپاں ہے حق کے لئے ابر رحمت ہے اور زندگی کا ہر کام رکوع وجود بن جاتا ہے۔ پھر ایسے لوگوں کو بارالہا کچھ ملتا بھی ہے؟ فرمایا اگر تو میرے جمال جہاں آرا کو دیکھنا چاہے اگر تو میری تجلیات کو اس دنیا میں دیکھنا چاہے' اگر تو میرے انوارات کو اس روئے زمین پر ان مادی آنکھوں سے دیکھنا چاہے سیماھم فی وجوھھم من اثر السجود ٥ تو پھر اُن لوگوں کے چہروں میں مجھے دیکھ اُن کے رُخسار پہ میں

www.naqshbandiaowaisiah.com

دمکتا ہوں اُن کی پیشانیوں سے میرا حسن جو ہے وہ ٹپکتا ہے۔ انہیں ملتا یہ ہے کہ وہ آئینہ بن جاتے ہیں جمال باری کا۔

نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام پر کسی نے سوال پیش فرمایا کہ یا رسول اللہ ﷺ جب آپ ﷺ دنیا سے پردہ فرما جائیں گے۔ صحابہ کا دور بیت جائے گا تابعین تبع تابعین خیر القرون گزر جائے گا لوگ عام ہو جائیں گے ایک جیسے سارے اُن میں کوئی خصوصیت نہیں ہوگی صحابیت کی تابعیت کی تبع تابعیت کی تو اُس زمانے میں ہم کس بندے کو اپنا دوست سمجھیں؟ کس کی صحبت میں بیٹھیں ؟ کس کے پاس جائیں؟ کسے ہم ایسا سمجھیں جس میں آپ ﷺ کی برکات ہوں گی؟ کس کے پاس حصول فیض کے لئے حاضر ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جس کو دیکھنے سے خدا یاد آئے۔ جس کے پاس بیٹھنے سے اللہ کی یاد دل میں آئے پھر اُس کے پاس بیٹھو۔ اگر ایسا زمانہ پاؤ تو ایسے لوگوں کے پاس بیٹھو جن کے پاس بیٹھ کر اللہ کی یاد آ جائے اللہ کی یاد ویسے نہیں آئے گی اُن کے سینے انوارات الٰہی سے معمور ہوں گے تمہیں تب اللہ کی یاد آئے گی' چونکہ جو کچھ جس کے اندر ہے......

اگر کوئی تاش کھیلنے والا ہے اُس کے پاس بیٹھو گے تو تاش کھیلنے والے بن جاؤ گے اگر کوئی کسی اور شغل کا آدمی ہے اُس جیسے ہو جاؤ گے تو اگر کوئی اللہ کا بندہ ہے تو اُس کے پاس بیٹھو گے تو اللہ والے بن جاؤ گے ایسے لوگوں کو تلاش کرنا جن کے پاس بیٹھنے سے اللہ کی یاد آئے۔

تو یہ وہ مبارک مہینہ ہے جس میں اللہ کا کلام نازل ہوا۔ اللہ خالق ہے باقی سب مخلوق ہے وہ قادر ہے باقی سب مجبور ہیں وہ دینے والا ہے باقی سب لینے والے ہیں۔ کائنات جس میں ہم بستے ہیں یہ تو ہے ہی چھوٹی سی۔ ساری کائنات کو لے لو سارے جہانوں کو لے لو سارے عالمین کو لے لو اُس کی ذات ستودہ صفات کے سامنے نہ ہونے کے برابر ہے' کوئی کچھ بھی نہیں۔ وہ ایسی ذات ہے جو ہر آن ہر وقت ہر گھڑی ہر لحظہ ہر جا موجود ہے۔ ہر چیز پہ قادر ہے وہ اتنا کریم ہے کہ ہم اُس کے کرم کا اندازہ ہی نہیں لگا سکتے۔ اُس نے کوئی شرط نہیں رکھی کہ وہ کون ہے کیسا ہے کس خاندان کا ہے شکل کیسی ہے فرمایا۔

جنت اللہ کی بیش بہا نعمت ہے لیکن جنھوں نے رب کو پہچانا' مانا اور اُس کے ہو گئے ان کی رہائش ہے۔

یھدی الیہ من ینیب ۔ جس کے دل میں طلب پیدا ہو جائے میرے لئے میں اُسے اپنے بازوئے رحمت میں لے لیتا ہوں۔ کمال ہے اس سب کے باوجود اگر مخلوق دور ہے تو صرف اللہ سے ہے کیسی عجیب بات ہے! کتنی عجیب بات ہے اگر اس پہ کبھی کوئی تھوڑی دیر سوچے کہ وہ ہستی جو ہماری خالق ہے وہ ہستی جو ہمارے سانسوں کو چلا رہی ہے وہ ہستی جو ہمارے دل کی دھڑکنوں کو آباد رکھے ہوئے ہے وہ ہستی جو ہمارے رگ و ریشے اور پے پے میں جاری و ساری ہے۔

نحن اقرب الیہ من حبل الورید.

رگ جاں سے قریب تر ہے ہم اُسی سے دور ہیں ہمیں خیال ہی نہیں آتا کہ اللہ ہے بھی کہ نہیں' ہم نے کبھی یہ سوچنے کی تکلیف ہی گوارا نہیں کی کہ اللہ کہاں ہے' کیسا ہے' کیا ہے!

بہت مدت کی بات ہے غالباً ساٹھ کی دہائی کی بات ہوگی میں سیالکوٹ میں احباب کے پاس ٹھہرا ہوا تھا شام کو ہم نے ذکر کیا سحری کو ذکر کیا ایک ڈاکٹر صاحب تھے اللہ انہیں غریق رحمت فرمائے ایک حادثے میں فوت ہو گئے بہت مزے کے آدمی تھے میں نے وہ ایک بندہ دیکھا ہے کہ مریض کو دیکھا دوائی لکھ رہا ہے آدھی چٹ لکھی تو موذن کی آواز کان میں پڑی ''اللہ اکبر'' تو قلم رکھ دی۔ وہ کہنے لگا ڈاکٹر صاحب پوری کر لیں نا آپ نے دو حرف ہی لکھنے ہوتے ہیں۔ وہ کہتے اللہ کا خادم اللہ کی طرف بلائے اور میں بیٹھ کے لکھتا رہوں۔ اب نماز کے بعد لکھوں گا۔ وہیں رکھ دیتے تھے ہر چیز اور چلے جاتے تھے نماز کی طرف' نماز سے فارغ ہو کے آتے تو پھر کام کرتے عجیب آدمی

www.naqshbandiaowaisiah.com

تھے۔ صبح کا ذکر کر کے تشریف لے گئے۔ ابھی ہم بیٹھے ہی تھے ناشتہ بھی نہیں کیا تو ڈاکٹر صاحب واپس آ گئے۔ السلام علیکم وعلیکم السلام۔ ڈاکٹر صاحب کیا بات ہے؟ میں بڑا پریشان ہو گیا ہوں۔ کیا پریشانی ہے؟ کہنے لگے عجیب بات ہے کہ رگ جاں سے قریب ہے اللہ ہر جگہ موجود ہے اور پھر ہم اللہ سے کیوں دور ہیں؟ ہمارے درمیان دیوار کیا ہے؟ اللہ کے اور میرے درمیان پردہ کیا ہے کہ مجھے سمجھ ہی نہیں آتی کہ اللہ موجود ہے۔ میں نے کہا ڈاکٹر صاحب بات تو چھوٹی سی ہے اگر سمجھ آ جائے تو اللہ کے درمیان ہم خود پردہ ہیں اپنے اور اللہ کے درمیان اور کوئی پردہ نہیں اور کوئی دیوار نہیں۔ ہم ساری عمر ''میں'' میں جیتے رہتے ہیں۔ میں نے یہ کر دیا میں نے وہ کر دیا' میں وہاں جا رہا ہوں' میں وہاں سے آ رہا ہوں' میں نے اُس کا کام کیا' میں نے اس کا' میں نے کہا یہ میں نکال دو تو ڈاکٹر صاحب کیا کہو گے۔ اللہ مجھے وہاں لے جا رہا ہے اللہ مجھے وہاں سے لے آیا اللہ نے مجھے توفیق دی میں نے یہ کام کیا اللہ نے مجھے اس سے روک دیا میں نے نہیں کیا۔ میں نے کہا بات تو اتنی سی ہے۔ بات تو چھوٹی سی ہے لیکن سمجھ میں آئے تو ہم' ہماری ذات ہمارے اور ہمارے پروردگار کے درمیان دیوار بنی ہوئی ہے اس کو ہٹا دو اس پردے کو باقی اللہ رہ جائے گا۔

لیکن یہ وہ باتیں ہیں جنہیں ہم نہیں سوچتے ہم وعظ بھی کرتے ہیں تو بخشش کی بات کریں گے جنت کی بات کریں گے حور و قصور کی بات کریں گے انعامات کی بات کریں گے اُس کے کرم کی بات کریں گے۔ ساری بات درست ہے لیکن یہ سارا اُس کے لئے ہے جس نے اُس کو پہچانا ہو۔ اب آپ صدر کے لئے کیا کیا سہولتیں ہیں وہ گنتے رہیں' وزیر اعظم کو کیا کیا پروٹو

> جنت جنت کا وظیفہ کرنے سے جنت نہیں ملے گی جنت کے استحقاق سے جنت ملے گی' رحمت الٰہی سے جنت ملے گی اور رحمت الٰہی کو پانا طلب رحمت پہ موقوف ہے۔

کول حاصل ہے وہ گنتے رہیں' گورنر کا پروٹوکول کیا ہے وہ گنتے رہیں' آپ کو کیا ملے گا؟ اسی طرح ثواب گنتے رہیں جنت کی نعمتیں گنتے رہیں۔ آخرت کے درجات گنتے رہیں بھئی اس بات کو تو اس کی اہمیت اپنی جگہ۔ آپ سب سے پہلے یہ سوچو کہ میرے لئے کیا ہے؟ کیا میں گورنر ہوں تو پھر تو گورنر کا سارا پروٹوکول از خود مجھے ملے گا اور نہیں ہوں ایک عام آدمی ہوں تو یہ سوچتا رہوں کہ گورنر ہاؤس میں تو یہ بھی ہے وہ بھی ہے اُس سوچنے سے کیا فائدہ ہوگا؟ جنت اللہ کی بیش بہا نعمت ہے لیکن جنہوں نے رب کو پہچانا' مانا اور اُس کے ہو گئے اُن کی رہائش ہے۔ اس زندگی میں جن لوگوں نے نور مصطفیٰ ﷺ سے روشنی حاصل کی اپنی بینائی نور نبوت سے روشن کی' اللہ کی عظمت کو پہچانا اُسکی ذات کو پہچانا جانا مانا اور اُس کے ہو گئے' اُن کا گھر ہے ماؤشا کے لئے نہیں ہے کہ جس کا جی چاہے اُٹھے اور جنت میں جا دھمکے۔ ورنہ تو جنت میں جانے والے ایسے لوگ بھی ہیں......

علامہ ابن کثیر رحمتہ اللہ تعالٰی علیہ نے اپنی معرکتہ الاری تفسیر میں ایک حدیث نقل فرمائی ہے۔ اکثر علماء تفسیر ابن کثیر کو حدیث کی کتابوں میں شمار کرتے ہیں کہ انہوں نے ہر ہر واقعہ پہ اُس واقعہ کی جتنی حدیثیں مل سکیں ممکن حد تک اُس پہ جمع کر دیں اور بے شمار مبارک احادیث اور ارشادات نبوی ﷺ تفسیر ابن کثیر میں ملتے ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کچھ لوگ قبروں سے اٹھیں گے صحابہ کبار جسم کے پرخچے اڑے ہوئے ہر رگ سے ہر زخم سے خون جاری ہے۔ زرہ پہنی ہوئی ہے تلوار ہاتھ میں ہے ڈھال اٹھائے ہوئے۔ قیامت بپا ہو گئی جس حال میں شہید ہوئے تھے اُس میں کھڑے ہو گئے۔ اب لوگ اٹھ کے جا رہے ہیں حساب کتاب کی طرف۔ وہ اٹھیں گے تو چل پڑیں گے۔ وازلفت الجنته غیر بعید. جنت بھی قریب سجی سجائی کھڑی ہوگی۔ تو تلوار کے دستے سے دروازہ کھٹکھٹائیں گے۔ دروازہ کھولو۔ نبی کریم ﷺ نے خبر دی کہ خازن جو جنت کا نگران اعلیٰ ہے فرشتہ وہ عرض کرے گا۔ حضور ابھی تو حساب کتاب باقی ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

ابھی تو قیامت قائم ہوئی ہے لوگ قبروں سے اٹھے ہیں اور جا رہے ہیں میدانِ حشر میں اپنے حساب کتاب کی طرف اُدھر نبی کریم ﷺ کا جھنڈا گڑا ہے آپ بھی جائیے اپنا حساب کتاب کروا کے آیئے جنت حاضر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی ڈھالیں تلواریں پھینک دیں گے متوجہ الی اللہ ہوں گے اور کہیں گے بارالہا! ہم گمراہ تھے تو نے ہمیں ہدایت نصیب فرمائی۔ ہم بُرائی میں الجھے ہوئے تھے تو نے نبی ﷺ کو مبعوث فرما کر ہمارے سینے منور کر دیے۔ ہم تجھے بھولے ہوئے تھے تو نے ہمیں اپنا عاشق ودیوانہ بنا دیا تو نے ہمیں گھر دیے اولادیں دیں صحت دی طاقت دی جرات دی قوت دی تیری نعمتیں نہیں گن سکتے لیکن یہ تیری توفیق تھی گھر ہم نے تیری راہ میں چھوڑ دیے بیٹے تیری راہ میں قربان کر دیے اور اپنے سینے چھلنی کروا کے بیویوں کو بیوہ کر کے قبر کی آغوش میں آ گئے۔ اب ہمارے پاس بچا کیا تھا جس کا یہ فرشتہ حساب مانگتا ہے؟ کیا بچا کے رکھا تھا ہم نے کہ یہ رضوان ہمیں کہتا ہے کہ جاؤ حساب کرواؤ۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے کہ اللہ کریم ارشاد فرمائیں گے رضوان کو کہ جنت کے سب دروازے کھول دو۔ ان کی مرضی کہاں سے داخل ہوتے ہیں اور ان کی مرضی کہاں قیام کرنا چاہتے ہیں۔ اس لئے کہ وہ لوگ تھے جن کا گھر جنت ہے۔ جنہوں نے جانیں دے کر جنہوں نے گھر لٹوا کر جنہوں نے سب کچھ قربان کر کے اپنے آپ کو اُس کا اہل ثابت کیا اور اللہ کی ذات اُس کی محبت اور حق میں فنا ہو گئے۔

تو جنت جنت کا وظیفہ کرنے سے جنت نہیں ملے گی جنت کے استحقاق سے جنت ملے گی۔ رحمت الٰہی سے جنت ملے گی اور رحمت الٰہی کو پانا طلب رحمت پہ موقوف ہے۔ کوئی ایسا بندہ روئے زمین پر نہیں ہے کہ اللہ کو اُس کی احتیاج

ہم اتنے خود غرض ہیں کہ ساری زندگی ہمیں دنیا میں صرف اپنے دُکھ نظر آتے ہیں۔

ہو۔ بندے کو اللہ کی احتیاج ہے اللہ محتاج نہیں ہے کہ کسی کو پکڑتا پھرے مناتا پھرے کہ آ جاؤ' نہیں یہ بندے کی ضرورت ہے کہ اُس کا گزارہ اُس اللہ کے سوا نہیں ہو رہا۔ ہم اپنے اپنے دکھوں کی پوٹلی اٹھائے پھرتے ہیں۔ ہم اتنے خود غرض ہیں کہ ساری زندگی ہمیں دنیا میں صرف اپنے دکھ نظر آتے ہیں۔ کتنے لوگ ہیں جنہیں یہ خیال بھی ہے کہ میں تو دکھی ہوں ہی اس میرے پڑوسی کا کیا حال ہے۔ اس دوسرے مسلمان بھائی کا کیا حال ہے اولاد کو بیویوں کو والدین کو چھوڑ کر لوگ اپنے دکھ لئے پھرتے ہیں اتنی فرصت نہیں کہ کوئی یہ بھی سوچے کہ میرا بوڑھا والد بھی شاید دکھی ہو گا اُسے تکلیف ہو گی۔ اتنے خود غرض ہو گئے ہیں ہم کہ بہت کم لوگ ہیں جو گھر میں سے کسی اور کے بارے میں بھی سوچیں اور گھر سے باہر سوچنے والا تو شاید ضرور ہوں گے لیکن کب دیکھے' نہیں دیکھے۔ کوئی بڑا وسیع الظرف ہے تو اُسے اپنی اولاد کی فکر ہے اپنے گھر کی فکر ہے اپنے کاروبار کی اس سے باہر ہم نکلتے ہی نہیں اللہ کی اس وسیع کائنات میں کون کس مصیبت میں مبتلا ہے اگر ہم یہ دیکھتے تو ہم سمجھ جاتے کہ میں تو دکھی ہوں ہی نہیں۔

شیخ سعدی علی رحمتہ ساری عمر صحرا نوردی کرتے رہے اور پھرتے رہے اور کام کاج کم کرتے تھے مزدوری کم کرتے تھے چلتے پھرتے اور پڑھتے رہتے تھے جوتے ٹوٹ کر گھس گئے ٹوٹ گئے ختم ہو گئے ننگے پاؤں کسی مسجد میں داخل ہوئے تو بے شمار جوتوں کی قطاریں باہر دیکھیں تو بڑی حسرت پیدا ہوئی کہ بار الہا مجھ غریب کے پاس تو کوئی ٹوٹا پھوٹا جوتا بھی نہیں رہا۔ اندر داخل ہوئے تو ایک شخص کو دیکھا اُس کا ایک پاؤں ہی نہیں تھا فوراً خیال آیا بار الہا میں کتنا خود غرض ہوں۔ الحمدللہ میرے تو پاؤں سلامت ہیں یہاں تو ایسے بھی ہیں جن کے پاؤں بھی نہیں ہیں میں جوتے کو کیوں رو رہا ہوں میں کیسا بے وقوف ہوں۔ جب ہم اپنے ننگے پاؤں دیکھتے ہیں انہیں بیٹھ کے رونا شروع کر دیتے ہیں ہم یہ دیکھنا بھول جاتے ہیں کہ کتنے ایسے لوگ ہیں جن کے پاؤں ہی نہیں ہیں

www.naqshbandiaowaisiah.com

میرے پاس پاؤں تو ہیں۔

بندے پر یہ حالت تب آتی ہے جب وہ اللہ سے آشنا نہیں ہوتا اور جب اللہ سے آشنا ہوتا ہے۔ آج میں صبح ''جبل الطارق'' دیکھ رہا تھا۔ جسے انگریز ''جبرالٹر'' کہتے ہیں اور ہم بھی اُن کی پیروی میں جبرالٹر ہی کہتے ہیں یہ جو ''بازنیا'' آپ سنتے ہیں یہ مسلمانوں کی ریاست تھی اس کا نام بوسینا تھا اس بگڑی ہوئی زبان میں بوسینا کو بازنیا بنا دیا ہم بھی بازنیا ہی کہتے ہیں۔ یہ جو آپ چیچنیا سنتے ہیں۔ وہ اس انگریزوں کی یہ جو بگڑی ہوئی زبان ہے جس میں بات کرتے ہوئے منہ بھی ٹیڑھا کرنا پڑتا ہے اور ہونٹ بھی ٹیڑھے کرنے پڑتے ہیں اس نے شیشان سے چیچنیا بنا دیا اور ہم اُسے چیچنیا ہی کہتے ہیں۔

اسی طرح جبل الطارق وہ پہاڑ تھے جہاں حضرت طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے فوجیں اتاریں ہسپانیہ کے ساحلوں پر اور انہی کے نام سے چھوٹی سی پہاڑی ایک چٹان ہے پہاڑی کیا ہے صرف ایک چٹان ہے تھوڑی تھوڑی مٹی ہے اُس پر چھوٹے چھوٹے ہیں آج وہ دکھا رہے تھے اور وہاں انہوں نے افریقہ سے لاکر بندر آباد کیے ہیں اور وائلڈ لائف میں وہ اُن کو دکھا رہے تھے بندروں کو۔ یعنی اُن کا بغض دیکھیے کہ حضرت طارق رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ کے نام سے ہے تو اُس کی کس طرح سے توہین کی جاسکتی ہے تو وہاں تو بندر نہیں پائے جاتے تھے افریقہ کے جنگلوں سے بندر اٹھائے اور اُن کی خاصی خوراک کا انتظام ہو رہا ہے اور اُن کو وہاں بسایا گیا وہ بات وہ بندر ڈسکس کر رہے تھے اور میں اُن چٹانوں کو دیکھ رہا تھا۔ آپ جب وہاں لنگر انداز ہوئے تو حکم دیا کہ جن جہازوں میں ہم آئے ہیں انہیں جلا دیا جائے جو بھی چار تھے پانچ تھے دس تھے لکڑی کے جہاز ہوا کرتے تھے۔ کپڑے کے بادبان ہوتے تھے اور اڑا کے لے

اللہ کی اس وسیع کائنات میں کون کس مصیبت میں مبتلا ہے اگر ہم یہ دیکھتے تو ہم سمجھ جاتے کہ میں تو دکھی ہوں ہی نہیں

جاتے تھے ہوا سے۔ ساحل پہ پہنچے بہت بڑی ریاست تھی اور بہت بڑے عظیم شہنشاہ تھے عیسائی اور حکومت تھی۔ چھوٹی چھوٹی ریاستیں بھی تھیں لیکن ایک بہت بڑی بادشاہت بھی تھی اور وہ اُن چھوٹے چھوٹے والیان ریاست کو تنگ کرتا رہتا تھا۔ مسلمانوں کو دعوت بھی ایک مسلمان والیٔ ریاست نے اُس شہنشاہ سے تنگ آ کر دی تھی۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہٗ نے حکم دیا کہ جہازوں کو جلا دو۔ جب جہاز جلا دیے گئے تو سوال یہ ہوا کہ حضرت ہم وطن سے تو بہت دور ہیں اور ترک سبب تو شریعت میں جائز نہیں ہے۔ آپ نے جو حکم دیا اس کا شرعی جواز تو کوئی نہیں بنتا؟

طارق چوں برکنارہ اندلس سفینہ سوخت\
گفتند کار تو بنگاہ خرد خطا است\
دور ایم از سواد وطن باز چوں رسیم\
ترک سبب ز روئے شریعت کجا روا است

طارق نے جب جہاز جلا دیے اندلس کے کنارے پر تو عرض کیا گیا کہ یہ تو آپ نے بہت غلطی کی ہے۔

گفتند کارِ تُو بنگاہے خرد خطا است\
ہر عقل مند آدمی اس کو غلط کہے گا۔

دور ایم از سواد وطن باز چوں رسیم\
ہم تو اپنے وطن سے بہت دور نکل آئے سمندروں کے سینے چیر کر واپس جانا پڑا تو کیسے جائیں گے؟

ترک سبب ز روئے شریعت کجا روا است\
اور اسباب کو چھوڑنا تو شرعی طور پر جائز نہیں ہے۔

خندید اُن کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی۔

خندید دست خویش بشمشیر بُرد گفت\
اُن کے چہرے پہ مسکراہٹ پھیل گئی اور انہوں نے ہاتھ اپنی تلوار کے قبضے پہ رکھا اور فرمایا۔

ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است\
ہم وطن سے دور نہیں ہم اپنے وطن میں ہیں۔ ہر ملک ہمارا ملک ہے کہ ہمارے خدا کا ملک ہے ہر ملک میرا ملک ہے کہ میرے رب کا ملک ہے ارے کسی کے باپ کی جائیداد ہو تو اُس میں وہ کہتا ہے کہ یہ میری نہیں ہے وہ تو سینے پہ

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہاتھ مار کے کہتا ہے کہ میرے باپ کی جائیداد ہے کسی کو ہم نے روکنا ہو تو کہتے ہیں کہ کوئی تیرے باپ کی ہے۔ انہوں نے فرمایا میرے رب کا ملک ہے میرا ملک ہے میں نے واپس کیوں جانا ہے تم یہ کیا سوچ رہے ہو کہ ہم وطن سے دور ہیں وطن سے دور نہیں ہیں ہر ذرہ زمین ہمارا وطن ہے ہر خطہ زمین ہمارا وطن ہے ہر ملک ہمارا وطن ہے اس لئے کہ ہمارے رب کا ہے۔

خندید دست خویش بشمشیر برد گفت
ہر ملک ملک ما است کہ ملک خدائے ما است

اور اُن مٹھی بھر جاں نثاروں نے یہ ثابت کر دیا کہ ہسپانیہ ہمارا ملک ہے اور صدیوں تک رہا۔ آج بھی ہسپانیہ کی مساجد' امراء کی رہائش گاہیں اور محلات عجوبہ روزگار ہیں نشانیاں ہیں مسلمانوں کی مسلمان نہیں ہیں۔ تو مسلمان کیا ہوئے؟ مٹھی بھر آئے سارے ہسپانیہ پر چھا گئے سارے ہسپانیہ پر حکمران تھے تو غائب ہو گئے تو کیا ہوا؟ جو آئے تھے وہ اللہ کے بندے تھے اُن کے ساتھ اللہ تھا جو غائب ہو گئے وہ اللہ سے غائب ہو چکے تھے اللہ کو بھول چکے تھے۔ عیش وعشرت میں اور اپنی دنیوی آسائشوں میں کھو گئے تھے عظمت الٰہی کو بھول گئے تھے تو غائب ہو گئے آج ہم جہاں کھڑے ہیں ایک جملہ جو بڑا چھبتا ہے مجھے ہر بندہ کہتا ہے مسلمان دنیا میں رسوا ہے کافروں نے تباہی مچا رکھی ہے مسلمانوں پہ غالب ہیں۔ اب یہ کافروں کی سازش ہے کہ ہماری مسجدوں میں بھی گولی چلتی ہے ہمارے بازاروں میں بھی گولی چلتی ہے ہمارے عبادت خانوں میں بھی بم چلتے ہیں۔ دکانوں میں بھی دفاتر۔ کوئی جگہ محفوظ نہیں ہے۔

تو ایک ابوذری تھے فیصل آباد کے اللہ اُن کی مغفرت فرمائے فوت ہو گئے مزاحیہ شاعر تھے بڑے اچھے اور بڑے بامعنی شعر کہا کرتے تھے تو ایک روز میں اُن کا مشاعرہ سُن رہا تھا ٹیلی ویژن پر تو انہوں نے ایک نظم پڑھی اُسی کا ایک شعر مجھے یاد رہ گیا۔ حالانکہ اُس وقت بہت کم ہوتے تھے لیکن شاید انہوں نے پیش گوئی کر دی کہ

ہوتے ہیں شہروں میں ہر روز دھماکے
رہتی ہے میرے دیس میں شب برات ہمیشہ

تو مجھے دکھ اس بات کا ہوتا ہے کہ جو سوچ ہے وہ صحیح نہیں ہے مسلمان رسوا نہیں ہے' اسلام رسوا نہیں ہے' ہم رسوا ہیں اس لئے کہ ہم اسلام کو چھوڑ چکے ہیں! یہ ہماری رسوائی کا سبب یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کردار میں' افکار میں' شکل میں لباس میں' جس سمت سے دیکھو غیر مسلم بننے پہ فخر کرتا ہے کافروں جیسا دکھائی دینے پہ فخر کرتا ہے کافروں جیسا کھانے پینے سوچنے پہ فخر کرتا ہے۔۔۔ وضع میں تم ہو نصاریٰ اور تمدن میں ہنود شکل تم نے عیسائیوں جیسی بنا لی اور کردار ہندوؤں جیسا۔ رسومات ہندوؤں سے لے لیں اور شکل عیسائیوں سے لے لی۔ تو میرے بھائی! الحمدللہ کہ اللہ نے رمضان المبارک کا مبارک مہینہ نصیب فرمایا کیا خبر زندگی میں پھر زندگی ہو نہ ہو۔ سانس آئی ہے اندر لی ہے باہر آئے گی نہیں آئے گی۔ کوئی پتہ نہیں۔ کتنے لوگ تھے جو پچھلے رمضان میں شاداں وفرحاں تھے آج کہاں ہیں! کتنے لوگ آج ہیں جو اگلے رمضان میں نہیں ہوں گے! میری گزارش صرف اتنی ہے' مجھے یہ غرض نہیں کہ آپ کیا بننا چاہتے ہیں آپ مولوی بن جائیں ملا بن جائیں پیر بن جائیں مجھے یہ غرض نہیں میں تو صرف اتنی سی گزارش کرتا ہوں کہ رمضان میں اللہ کا حسن عیاں ہوتا ہے اُسے پہچاننے کی کوشش کریں۔ اللہ کو تلاش کر لو۔ اللہ کو پالو اور چمٹ جاؤ۔ باقی سب باتیں اُس پہ چھوڑ دو۔ وہ سب سے بہتر کرنے والا ہے۔

و آخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

مجھے دکھ اس بات کا ہوتا ہے کہ جو سوچ ہے وہ صحیح نہیں ہے مسلمان رسوا نہیں ہے' اسلام رسوا نہیں ہے' ہم رسوا ہیں اس لئے کہ ہم اسلام کو چھوڑ چکے ہیں! یہ ہماری رسوائی کا سبب یہ ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کردار میں' افکار میں' شکل میں لباس میں' جس سمت سے دیکھو غیر مسلم بننے پہ فخر کرتا ہے کافروں جیسا دکھائی دینے پہ فخر کرتا ہے کافروں جیسا کھانے پینے سوچنے پہ فخر کرتا ہے

وضع میں تم ہو نصاریٰ اور تمدن میں ہنود

کردیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تُو نے

کمال اسلام کا یہ ہے کہ اس نے ہر بندے کو اللہ کے روبرو کر دیا۔ روئے زمین پر سب سے بڑے محسن اعظم ہیں آقا نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے بندے کو اللہ سے ملا دیا۔ لیکن کمال یہ ہے کہ اللہ اور بندے کے درمیان اپنی ذات کریم کو کھڑا نہیں کیا کسی بندے کو یہ نہیں کہا کہ تو مجھے سجدے کیا کر میں اللہ کو کروں گا۔ نہیں' کسی نے کفر سے اسلام میں قدم رکھا' تو پہلے قدم پر آقائے نامدار ﷺ نے اُسے کھڑا کر کے فرمایا میں بھی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہوں تو اپنے طور پر براہ راست اُس کے حضور سجدہ ریز ہو۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆

دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال 3-09-04

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم.

بسم اللہ الرحمن الرحیم o

والصلوٰۃ والسلام علیٰ حبیبہٖ محمدٍ وعلی الہٖ واصحابہٖ اجمعین.

واتل علیھم نبا ابراھیم. اذ قال لابیہِ وقومہٖ ماتعبُدُونَ o قالوا نعبُدُ اصناماً فنظلُ لھا عٰکفین. قال ھل یسمعونکُم اذ تدعونَ o اوینفعونکُم اویضرُّونَ o قالوا بل وجدنا اباءَنا کذٰلِک یفعلُون o قال افرءیتم ماکنتم تعبدُون o انتم واباؤکُم الاقدمونَ o فانھم عدولی الا رب العٰلمین o الذی خلقنی فھو یھدینِ o والذی ھو یطعمنی ویسقین. واذا مرضتُ فھو یشفینِ o والذی یمیتنی ثُم یحیین . والذی اطمعُ ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین o رب ھب لی حُکماً والحقنی بالصٰلحین o واجعل لی لسان صدقٍ فی الاٰخرینَ o واجعلنی من ورثۃ جنۃِ النعیم o

الشعراء ۶۹ تا ۸۵

ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو پیر صاحب کے اور مولوی صاحب کے سپرد کر دیا۔

اللھم سبحنک لاعلم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیمُ الحکیم o

مولایا صل وسلم دائماً ابداً علیٰ حبیبک من زانت بہ العُصُرُ

یہ آیات مبارکہ انیسویں پارے میں سورۃ الشعراء میں ہیں۔ قرآن حکیم کوئی تاریخ کی یا قصے کہانیوں کی کتاب نہیں ہے بلکہ قرآن کریم کتاب ہدایت ہے اور انسانی زندگی کا پورا نظام الاوقات بنا کر انسان کو تھما دیتی ہے۔ کس وقت اُسے کیا کرنا ہے اور کس وقت اُسے کیا نہیں کرنا۔

ہمارے ہاں ہماری بدقسمتی سے ایک عجیب رواج ہو گیا ہے کہ قرآن کی بعض سورتیں قرآن کی بعض آیات بعض امور کے لئے پڑھنے کو بتایا جاتا ہے اور یہ چیز سیرت طیبہ سے ملتی ہے نبی کریم ﷺ نے بعض سورتیں سونے سے پہلے پڑھ لو کوئی مصیبت کے وقت یہ آیت پڑھ لو ارشاد فرمائیں لیکن یہ بات ایک ضمنی بات ہے یعنی اصل مقصد سے ہٹ کر ایک مزید فائدہ جو ہے کہ کوئی مصیبت آتی ہے تو اُسے ٹالنے کے لئے آپ قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھتے ہیں یا کسی دعا کی قبولیت کے لئے کوئی آیت کسی کو دہراتے ہیں یا پڑھتے ہیں تو یہ ایک اصل سے ہٹ کر زائد فائدہ ہے لیکن ہماری بدقسمتی یہ ہے کہ ہم نے اس کو اصل بنا لیا۔ اب ہم قرآن

www.naqshbandiaowaisiah.com

کریم کو اس نظر سے پڑھنا بھول گئے کہ یہ پوری زندگی کا ایک نصاب ہے۔ حلال و حرام' خرید وفروخت جائز و ناجائز' امن و جنگ ہر ہر بات میں والدین کے ساتھ رشتہ' اولاد کے ساتھ تعلق' دوستی اور دشمنی یعنی پیدا ہونے سے لیکر باشعور ہونے سے لیکر مرنے تک تادم واپسیں ہمیں کیا کرنا ہے اور کیا نہیں کرنا اُس کا ایک مکمل نظام ہے جسے نہ صرف پڑھنا ضروری ہے بلکہ جاننا اور سمجھنا ضروری ہے۔ اللہ کا وہ بندہ جسے دولتِ ایمان نصیب ہو وہ دنیا کی کوئی اور کتاب پڑھے نہ پڑھے دنیا کا کوئی اور علم سیکھے نہ سیکھے اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ قرآن کریم کو پڑھے بھی اور قرآن کریم کا ترجمہ بھی اپنی زبان میں جاننے کی کوشش کرے سمجھنے کی کوشش کرے اور اُس پر عمل کرنے کی بھرپور سعی کرے۔ اس ضمن میں بعض تاریخی واقعات قرآن کریم نے ارشاد فرمائے۔ ہم پیدا ہوتے ہیں ہم اپنا مذہب اور عقیدہ والدین سے لیتے ہیں مسلمانوں میں بھی بے شمار فرقے بن گئے ہیں ہر فرقے میں جس میں جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ اُسی فرقے کا رُکن بن جاتا ہے۔ لیکن آباؤ اجداد کی پیروی نجات کا سبب نہیں ہے۔ نجات کا سبب رسول اللہ ﷺ کی پیروی ہے اگر آباؤ اجداد نبی کریم ﷺ کے پیروکار ہیں تو ہمیں پیروی پھر بھی اس حوالے سے کرنی ہے کہ ہم آقائے نامدار ﷺ کی پیروی کر رہے ہیں تو اس میں اللہ کریم نے فرمایا **واتل علیھم نبا ابراھیم**. اے میرے حبیب ﷺ انہیں آپ ابراہیم ﷺ علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کا واقعہ سنائیے کہ جس گھر میں وہ پیدا ہوئے وہ گھر بت کدہ نہیں تھا بت کدے کی رونق کا سبب تھا۔ اور اُن کے والد بت تراش تھے اور بہت بڑے عظیم بت تراش تھے۔ شاہی بت تراش تھے جو بُت بناتے تھے اور شاہی بت کدے کی زینت بن جاتے تھے اور بادشاہ کے مقربین میں سے

قرآن کریم کو عملیات کی کتاب سمجھ لینا اس سے بڑی ناقدری قرآن کریم کی تصور ہی نہیں کی جا سکتی۔

تھے۔ چونکہ مذہبی اعتبار سے اُن کا مقام بہت بلند تھا بتوں کو پوجنے والی قوم تھی اور وہ بت بنانے والے تھے پھر شاہی دربار سے منسلک تھے تو اگر اس بات پہ چلتے سیدنا ابراہیم علیہ السلام تو پھر وہ باپ کی پیروی کرتے۔ فرمایا مگر انہوں نے **اذقال لابیہ وقومہ**. انہوں نے اپنے والد سے بھی فرمایا اور پوری قوم سے بھی یہ بات کی۔ ماتعبدُون۔ یہ تم کس چیز کی عبادت کر رہے ہو۔ کیسی عجیب بات ہے کہ ایک پتھر ہے آپ اُسے چاہو تو غسل خانے میں لگا دو' آپ اُسے چاہو تو دیوار میں چُن لو چاہو تو عبادت خانے میں بھی لگا [illegible] چاہو تو اُسے تراش خراش کر ایک صورت بنا کے اُس کی پوجا شروع کر دو۔ یہ کہاں کی دانشمندی ہے! ماتعبدُون یہ کس چیز کی پوجا آپ لوگ کر رہے ہیں چونکہ اُس میں زندگی کے تو آثار نہیں ہیں اس لئے ''ما'' فرمایا یعنی بے جان چیز ایک بھئی! کس بات کی' کس چیز کی پوجا کر رہے ہو؟۔

قالوا نعبُدُ اصناماً. ہم تو اپنے بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ **فنظل لھا عکفین**. اور اُس پر جمے ہوئے ہیں۔ بھئی کیوں جمے ہوئے ہو؟ ان بتوں کی پوجا کا کیا حاصل ہے؟ **قال ھل یسمعونکم اذ تدعون o** کیا تمہارا خیال ہے کہ جب تم ان کے سامنے گڑگڑاتے ہو اور روتے ہو اور دعائیں کرتے ہو یہ تمہاری بات سُن رہے ہوتے ہیں **او ینفعونکم او یضرُون** یا یہ تمہارا کچھ بگاڑ سکتے ہیں یا تو تمہاری آہ وزاری سُن کر تمہاری کوئی مدد کریں تمہارا کچھ سنواریں یا اگر تم ان کی عبادت نہ کرو تو یہ تمہارا کچھ بگاڑ لیں انہوں نے کہا ہمیں ان باتوں سے کوئی غرض نہیں۔

قالوا بل وجدنا اباء نا کذلک یفعلون o انہوں نے کہا ہمارا باپ دادا اس طرح کرتا تھا ہم اُس طرح کر رہے ہیں ہمیں اس سے کوئی غرض نہیں کہ یہ سنتے ہیں یا دیکھتے ہیں یا بولتے ہیں کچھ کر سکتے ہیں یا نہیں کر سکتے۔ اب تو کوئی دلیل نہیں تھی۔ دلیل کا تو جواب ہوتا

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہے جب دلیل ہی ختم۔ یہ تو کوئی دلیل نہیں ہے کہ باپ دادا ایسا کرتے تھے ہم ایسا کرتے ہیں خواہ یہ سنیں نہ سنیں ان سے کوئی نفع ہو یا نہ کوئی نقصان کرسکیں یا نہ کرسکیں۔ آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تو دلیل دی تھی کہ کیا یہ تمہاری بات سنتے ہیں پھر تو ان سے بات کرنا ایک بن سکتا ہے سبب۔ بات کرنا چاہئے یا اگر ان سے بات نہ کی جائے تو کوئی نقصان کردیتے ہیں پھر بھی چاہئے کہ اُس نقصان سے بچنے کے لئے ان سے بات کی جائے۔ تو کچھ بھی نہیں ہے۔ انہوں نے کہا جی ہمیں ان باتوں سے غرض نہیں ہمارا باپ دادا ان کی پوجا کرتا تھا ہم کررہے ہیں انہوں نے بڑی وضاحت سے فرمایا۔

قال افرئیتم ما کنتم تعبدون o انتم وابائو کم الاقدمون o خوب اچھی طرح سُن لو۔ تم اور تمہارے آباؤ اجداد جن کی پوجا کرتے ہو۔

فانھم عدولی ۔ میرے یہ دشمن ہیں میں انہیں دشمن سمجھتا ہوں اور میں ان سے مقابلہ کروں گا۔ الا رب العٰلمین۔ مجھے صرف اُس رب کی ضرورت ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔ اب آگے بندہ مومن اور رب العٰلمین کا رشتہ بیان ہوتا ہے۔ وہ رب کیسا ہے؟ الذی خلقنی۔ وہ پروردگار ہے جس نے مجھے پیدا کیا۔ انسانی بدن عطا فرمایا۔ اُس میں روح پھونکی۔ انسانی شعور عطا فرمایا دل عطا فرمایا اُس میں جذبات پیدا ہوئے سمع و بصر اور بے شمار طاقتیں عطا فرمائیں۔ الذی خلقنی فھو یھدین۔ اُس نے مجھے جب پیدا کیا ہے تو میں اُسے نہیں چھوڑوں گا تو وہ مجھے راستہ بھی دکھائے گا۔ یہ تو میں ہوں تمہیں بھی اُس نے پیدا کیا تم نے اُسے چھوڑ دیا۔ مجھے بھی اُس نے پیدا کیا اور میں اُسے نہیں چھوڑوں گا۔ وفھو یھدین۔ وہ مجھے صحیح اور حقیقی راستے کی رہنمائی فرمائے گا اور وہ ایسا ہے۔

یاد رکھیں اسلام کو قیامت تک رہنا ہے اور ایسے لوگ بھی قیامت تک رہیں گے جو اپنا معاملہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ رکھیں گے۔

والذین ھو یطعمنی ویسقین. وہ ایسا ہے کہ مجھے کھانا بھی وہی کھلاتا ہے اور چند گھونٹ پانی جو نصیب ہے وہ بھی وہی عطا کرتا ہے۔ یعنی میرا اُس کے ساتھ صرف پیدائش کا رشتہ نہیں ہے کہ اُس نے پیدا کیا میں پیدا ہوگیا پھر وہ بھی فارغ میں بھی فارغ۔ ایسی بات نہیں ہے بلکہ ہر لقمہ تر جو میرے پیٹ میں جاتا ہے وہ وہی عطا کرتا ہے مجھے وہ کھلاتا ہے یطعمنی۔ وہ کھلاتا پلاتا ہے مجھے۔ ویسقین۔ پانی پلاتا ہے۔

واذا مرضت فھو یشفین. میرے ضرورتیں وہی پوری کرتا ہے میں بیمار ہوتا ہوں وہ مجھے شفا دیتا ہے۔ یاد رکھیے! بیماری کی نسبت سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے اپنی طرف فرمائی۔ کہ اکثر اوقات انسان اپنی کوتاہی سے اپنی بدپرہیزی سے اپنی کسی غلطی سے اپنی کسی سستی سے بیماری کا شکار ہوجاتا ہے۔ لیکن وہ ایسا کریم ہے۔ فھو یشفین۔ وہ مجھے شفا عطا کرتا ہے اور پھر وہی تو ایک ہے۔

والذین یمیتنی. جو مجھے موت دے گا۔ مجھ پر موت بھی اُسی کی عطا ہے اور اپنے وقت پر دیتا ہے۔ ثُمّ یُحیین اور موت کے بعد پھر زندگی بھی وہی عطا کرے گا۔ اب بھلا جس ہستی کا اتنا قریبی رشتہ ہو کہ بنایا سنوارا اُس نے' پیدا اُس نے کیا' ایک ایک لقمہ وہ کھلاتا ہے' ایک ایک گھونٹ پانی وہ پلاتا ہے' ایک ایک جھونکا ہوا کا وہ چلاتا ہے' ایک ایک قطرہ بارش کا وہ پہنچاتا ہے' دنیا کی ساری نعمتیں جو بھی نصیب ہوتی ہیں وہ عطا کرتا ہے اور پھر اپنے مقرر وقت پر موت بھی اُس کا انعام ہے ایک وقت آجاتا ہے کہ جب موت رحمت بن جاتی ہے اور پھر مزید رحمت اُس کے بعد زندگی ہے اور پھر مجھے اُس سے بہت بڑی امید وابستہ ہے۔

والذی اطمعُ ان یغفرلی خطیتی یوم الدین o میری امیدیں اُس سے وابستہ ہیں کہ جب روز جزا ہوگا تو مجھ سے بحیثیت انسان اگر کوئی کوتاہی ہوئی ہے تو وہ درگزر فرمائے گا۔ اور پھر آپ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دعا فرمائی۔

www.naqshbandiaowaisiah.com

رب ھب لی حکماً۔ اے اللہ مجھے حکمت عطا فرما۔ حکمت کیا ہے۔ جامعیتہ بین العلم و العمل۔ حکمت ہے علم ہونا اور توفیق عمل ہونا۔ حکمت ہے؟ اللہ کے احکام کو جاننا اور اُس پر عمل کی توفیق عطا ہو۔ والحقنی بالصلحین۔ اے اللہ مجھے صالحین کے ساتھ ملا دے۔ مجھے اپنے نیک بندوں میں شامل فرمالے واجعل لی لسان صدق۔ اور مجھے ایسا کردار عطا فرما کہ لوگوں کی زبانوں پر بھی میرے صدق کی تعریف بیان ہو۔ آئندہ نسلوں میں بھی میری صداقت۔ فی الاخرین۔ آنے والی نسلوں میں بھی میری صداقت کا چرچا رہے۔ یہ انہی کی دعا کی قبولیت ہے کہ آج بھی آپ پڑھتے ہیں اللھم صی علیٰ محمد وعلی الی محمد کماصلیت ابراھیم وعلیٰ الی ابراھیم۔ انک حمید مجید۔ آنے والی نسلوں میں بھی میرا ذکر خیر جاری رکھ۔

واجعلنی من ورثۃ جنۃ النعیم۔ اور مجھے نعمتوں بھری جنت کے مستحقین میں شامل فرما۔ یہ پوری زندگی کا خلاصہ ابراہیم علیٰ نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام کے حوالے سے رب جلیل نے بیان فرمادیا۔

ہر شخص پر اس کا کتنا حق ہے۔ الذی خلقنی۔ تخلیق انسانی کو جدید سائنس نے بہت دور تک کھنگال ڈالا ہے لیکن قرآن حکیم نے اس کی وضاحت صدیوں پہلے فرمادی تھی کہ انسان جو غذا کھاتا ہے یہ کتنے بکھرے ہوئے مٹی کے ریزوں سے تخلیق پاتی ہے کتنے ایٹم ہیں جو روئے زمین پر کہاں کہاں بکھرے پڑے ہیں۔ کتنے ذرات ہیں کہیں وہ مختلف نسبت سے ملتے ہیں تو گھاس بنتی ہے دوسری نسبت سے ملتے ہیں تو پھل بنتا ہے تیسری نسبت سے ملتے ہیں تو غلہ بنتا ہے۔ یہ کیا ہے؟ یہ ساری مشت خاک کی اور مشت غبار کی مختلف صورتیں ہیں جو صانع حقیقی انہیں عطا فرماتا رہتا ہے۔ اُس گھاس کو پھر جانور کو کھلاتا ہے جانور پہ گوشت بنتا

کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں حفاظت نہیں کروں گا تو دین ختم ہو جائے گا جو خود کو الگ کر لے گا وہ خود تباہ ہوگا۔

ہے، دودھ بنتا ہے گھی بنتا ہے مکھن بنتا ہے دہی بنتی ہے۔ اب کس کس انسان کے ذرات خاکی اُس گھاس میں تھے کس کس جانور کا حصہ بنے کس کے حصے میں اُس کا دودھ آیا اور مٹی دودھ کی شکل میں اُس تک پہنچی۔ دوسرے کے حصے میں اُس کا گوشت آیا اور وہ مٹی گھاس سے گوشت بن کر اپنے اصل جہاں اُسے اللہ پہنچانا چاہتا تھا جس بدن کا حصہ تھی وہاں پہنچ گئی یہ کتنی باریک کارگہہ حیات ہے کہ اب جو آپ کھاتے ہیں تو آنے والی نسل کا حصہ آپ کی پشت میں آپ کے صلب میں محفوظ ہوتا جاتا ہے۔ یخرج من بین الصلب والترائب صلب سے اور پسلیوں سے سینے سے نکلتا ہے۔ ماں کا دودھ سینے میں ہوتا ہے خوراک ماں کھاتی ہے اور زمین پر بکھرے ہوئے ذرات اُس کی غذا بنتے ہیں لیکن ساتھ جتنے بچوں کو اُس نے پالنا ہے اور جنہوں نے اُس کے پیٹ سے جنم لینا ہے جنہوں نے اُس کے سینے سے دودھ پینا ہے اُن کے حصے کی غذا الگ ہو کر جمع ہوتی چلی جاتی ہے۔ ایک ماں کے تین چار بچے ہوتے ہیں تو پہلا بچہ سب کی غذا نہیں کھا جاتا کہ پچھلوں کے لئے باقی نہ رہے ہر ایک کو اپنا حصہ اُس کا وہاں ریزرو ہوتا ہے۔ عجیب بنک ہے انسانی وجود کہ اپنے حصے کے جو اُسے ملتی ہے غذا وہ اپنا گوشت خون ہڈیاں بناتا ہے آنے والی نسل کی صلب اور سینے میں محفوظ ہوتی چلی جاتی ہے۔ وہ ایسا کریم جو اتنی باریکی سے ہر ایک کا حصہ محفوظ رکھتا ہے۔ ہم دنیا میں آ کر اُس پر اعتبار نہیں کرتے جھوٹ بولتے ہیں چوری کرتے ہیں ڈاکے ڈالتے ہیں۔ شاید میں اس طرح لے لوں گا۔ اگر کوئی اس طرح بھی کوشش کرتا ہے تو اُس کے بدن تک وہی ذرہ پہنچتا ہے جو اُس کا حصہ تھا ورنہ لوگ کروڑوں جمع کر کر کے مر جاتے ہیں اور جن کا حصہ ہوتا ہے کھاتے وہ ہیں۔ پھر کتنا قریبی تعلق ہے خالق کا مخلوق کے ساتھ۔ فرمایا۔ الذی خلقنی۔ وہ ہستی جس نے ایک

www.naqshbandiaowaisiah.com

[illegible] ایک باڈی سیل کہاں سے چلایا [illegible] مجھ تک پہنچایا تخلیق کا عمل کوئی [illegible] اور جو اس نے پیدا کر کے [illegible] پیدا کیا۔ فھو [illegible] فرمائے گا اور اس کا [illegible] کی بات مانوں اور اس کے [illegible] کے بعد جتنے ذرات [illegible] ہیں جس قدر بھی باڈی سیل ہیں اُن کی اپنی عمر ہے۔ ایک جہان آباد ہے ہر وجود [illegible] تو روئے زمین پر انسانی یا [illegible] زندگی آبادی نظر آتی ہے تو ہم [illegible] بہت بڑی آبادی ہے۔ ایک بدن کے اندر کھربوں سے زیادہ سیل ہیں۔ ہر باڈی سیل کی اپنی ایک عمر ہے۔ کبھی وہ بیمار ہوتا ہے کمزور پڑتا ہے مر جاتا ہے۔ چوٹ لگتی ہے کتنے سیل مر جاتے ہیں۔ بیمار ہوتا ہے تو کتنے سیل مر جاتے ہیں کتنے وہ نئے پیدا۔ ایک جہاں آباد [illegible] وجود کے اندر جس میں لاکھوں جرمز لاکھوں سیل مرتے بھی ہیں اور لاکھوں جرمز پیدا ہوتے ہیں۔ یہ تو آجکل سائنس نے بھی بات کھول کے رکھ دی۔ ذرا کسی کو بخار ہوتا ہے تو وہ کہتے ہیں اسی میں فلاں جرمز آ گئے۔ اب وہ بڑھ رہے ہیں بڑھتے جا رہے ہیں اچھا جی ٹیکہ لگا دیا اس سے نہ صرف اُن کی افزائش رُک گئی بلکہ وہ مرنا شروع ہو گئے جی تین چار ٹیکے اور چاہییں جی یہ سارے مر جائیں گے صحت ٹھیک ہو جائے گی۔ اس کا مطلب ہے کہ زندگی اور موت کا جو تماشہ ہم ظاہر زمین پہ دیکھتے ہیں ہمارے اندر بھی موجود ہے۔ یہ طلوع و غروب صرف باہر نہیں ایک جہان ہر وجود کے اندر ہے اور ہر وجود کو ہر لقمہ وہی خالق حقیقی پہنچاتا ہے۔ ہر پانی کا گھونٹ وہی دیتا ہے کوئی خرابی ہو جائے تو وہی درست فرماتا ہے۔

اب اتنا قریبی تعلق ہو گیا والدین سے

> زبانی کہنے کا نام توبہ نہیں ہے
> توبہ ایک عمل کا نام ہے کہ غلطی
> ہو گئی اُس کا احساس زندہ ہو وہ
> غلطی چھوڑ دے اور آئندہ
> کوشش کرے کہ وہ نہ کرے

بھی بہن بھائیوں سے بھی دوستوں سے بھی سب سے قریبی تعلق کسی کا ہے خالق کا اور بندے کا، خالق کا اور مخلوق کا۔ تو سیدنا ابراہیم علیہ السلام دلیل کے طور پر اُنہیں بتا رہے ہیں کہ جو ذات اتنی کریم اتنی عالیشان اتنی قادر اور اتنی کریم ہے اتنی شفیق ہے میرے ساتھ بھلا میں اُسے کیسے چھوڑ دوں اور تمہاری بات مان لوں۔ قرآن حکیم نے ہمیں یہ قصہ نہیں سُنایا قرآن حکیم ہمیں یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ بھی اللہ کا یہی کریمانہ سلوک ہے ہمیں بھی باور کرانا چاہتا ہے کہ ہم میں سے ہر ایک کے ساتھ بھی اللہ کا یہی کریمانہ سلوک ہے ہمیں بھی وجود اُس نے بخشا ہے، زندگی اُس نے عطا کی ہمیں بھی رزق وہی دیتا ہے ہمیں بھی پانی کا گھونٹ وہی دیتا ہے ہمیں بھی ہر سانس کی ہمت وہی عطا کرتا ہے۔ اب بھلا اُس کی طرف سے آئے گی اور موت کے بعد زندگی بھی وہی دیتا ہے۔ اب بھلا اُس سے بگاڑ بیٹھے تو باقی بچے گا کیا۔ کمال اسلام کا یہ ہے کہ اس نے ہر بندے کو اللہ سے روبرو کر دیا۔ روئے زمین پر سب سے بڑا محسن اعظم ہیں آقا نامدار حضرت محمد رسول اللہ ﷺ جنہوں نے بندے کو اللہ سے ملا دیا۔

لیکن کمال یہ ہے کہ اللہ اور بندے کے درمیان اپنی ذات کریم کو کھڑا نہیں کیا کسی بندے کو یہ نہیں کہا کہ تو مجھے سجدے کیا کر میں اللہ کو کروں گا۔ نہیں، کسی نے کفر سے اسلام میں قدم رکھا، تو پہلے قدم پر آقائے نامدار ﷺ نے اُسے کھڑا کر کے فرمایا میں بھی اللہ کے حضور سجدہ ریز ہوتا ہوں تو اپنے طور پر براہ راست اُس کے حضور سجدہ ریز ہو۔

کر دیا ہم سخن بندوں کو خدا سے تو نے

ایک آن میں آن واحد میں ایک لمحے میں کفر کی تاریکیوں سے اٹھا کر بندے کو اللہ سے ہم کلام کر دیا۔ یہی مفہوم ہے اسلام کا جو قرآن کریم بتاتا ہے۔ مسلمانی ایک قومیت نہیں ہے، مسلمانی کوئی دنیوی رشتہ نہیں ہے، مسلمانی محض تعلقات اور رشتوں اور برادری کی بات نہیں ہے، مسلمانی ہے بندے اور اللہ کا براہ

راست تعلق! اور فرمایا پھر یہ نہیں کہ مجھے صرف دنیا میں رزق دیتا ہے مجھے موت دے گا اُس کے بعد زندگی دے گا اور پھر میں اُس سے یہ امید رکھتا ہوں کہ روزِ جزا جب حساب کتاب ہوگا تو وہ بہت کریم ہے میں کمزور ہوں۔ میری کوتاہیوں سے درگزر فرمائے گا۔ اور فرمایا

رب ھب لی حکماً۔ اللہ مجھے علم عطا فرما۔ مجھے علم بھی عطا فرما اُس پر توفیقِ عمل بھی عطا فرما۔ تو اسلام کیا ہے اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے احکام کو جاننا سیکھنا۔ ہماری بدنصیبی یہ ہے کہ ہم نے اسلام کو پیر صاحب کے اور مولوی صاحب کے سپرد کر دیا' میں اکثر خطبات میں مثال دیا کرتا ہوں کہ ہم کہیں سفر پہ نکلیں ایئر پورٹ جاتے ہیں ہمارے پاس دو بریف کیس ہیں ایک کی احتیاط کم کرتے ہیں دوسرے کی بہت زیادہ احتیاط کرتے ہیں' کیوں؟ یہ ابا جی کا ہے والد صاحب ساتھ ہیں اُن کا ہے۔ لیکن اگر ایئر پورٹ والے پوچھ لیں کہ اس میں ہے کیا تو ہم کہتے ہیں کہ بریف کیس ابا جی کا ہے اور انہیں بلاتے ہیں اور وہ بتائیں گے کہ اس میں کیا ہے۔ یہ میرا ہے اس میں اتنے جوڑے کپڑے ہیں اس میں شیونگ کا سامان ہے اس میں اتنے پیسے ہیں اتنی فلاں چیز ہے دوائی ہے فلاں ہے فلاں ہے۔ لیکن جو ابا جی کا ہے اُس کا سامان ہم نہیں بتا سکتے کہ اس میں کیا ہے۔ احترام اُس کا زیادہ کرتے ہیں۔ اسلام کو ہم نے مولانا اور پیر صاحب کا بریف کیس بنا دیا ہے ہم اٹھائے پھرتے ہیں ادب کرتے ہیں قرآن کریم کو چومتے ہیں لپیٹ کر سر سے اونچا رکھتے ہیں پشت کر کے نہیں چلتے اس لئے کہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کا فرمان ہے۔ پیر صاحب نے اس کا ادب سکھایا' مولانا نے ادب سکھایا لیکن اس میں ہے کیا؟ پیر صاحب بتائیں گے مولوی صاحب بتائیں گے۔ یہ اسلام مطلوب نہیں ہے یہ اسلام نہیں ہے اس میں کیا ہے یہ ہر مسلمان کا ذاتی مسئلہ ہے اسلام اُس کا اپنا ہے پیر صاحب کی ضرورت ہمیں یہ ہے کہ ہمیں بتائیں کہ اس میں قرآن میں کیا لکھا ہے اور اُس پر عمل کی صورت کیا ہے۔ مولانا کی ہمیں ضرورت یہ ہے اُن کا احسان یہ ہے کہ وہ ہمیں بتائیں قرآن میں کیا لکھا ہے اور اُس پر عمل کی صورت کیا ہے اور اگر عمل صرف پیر صاحب یا مولوی صاحب نے کرنا ہے اور ہم نے اُن کی زیارت کر کے چلا جانا ہے تو یہ مسلمانی نہیں ہے۔

> **اب ہم قرآن کریم کو اس نظر سے پڑھنا بھول گئے کہ یہ پوری زندگی کا ایک نصاب ہے**

قرآن کریم کو عملیات کی کتاب سمجھ لینا

اس سے بڑی ناقدری قرآن کریم کی تصور ہی نہیں کی جا سکتی۔ کہ ساری زندگی ہم اسے سمجھنے کی کوشش نہ کریں اور اسے عملیات کی کتاب بنا لیں جی کچھ پڑھنے کے لئے بتا دو۔ فون آتے ہیں خط آتے ہیں فلاں مسئلہ پھنسا ہوا ہے کچھ پڑھنے کے لئے بتا دو۔ پڑھنے کے لئے اتنی بات کافی ہے کہ اے اللہ میری یہ مصیبت دور فرما۔ یہ بڑا سب سے بڑا وظیفہ یہی ہے لیکن یہ وظیفہ ہوتا تب ہے کہ اللہ سے کوئی شناسائی ہو۔ اُس کی عظمت دل میں ہو۔ اپنی حیثیت کے مطابق تو اُس کی پہچان ہو کہ میرا بھی اللہ ہے میرے ایک ایک لقمہ کا انتظام کرتا ہے میری نیند کا اہتمام فرماتا ہے مجھے جاگنے کی توفیق دیتا ہے۔ بیمار پڑتا ہوں تو صحت دیتا ہے پھر میں کیوں نہ اُس سے بات کروں کہ اے اللہ میں یہاں پھنس گیا ہوں میری رہنمائی فرما۔ مجھے مصیبت سے بیماری سے بچا لے اپنا مجھ پر کرم اور احسان فرما لیکن یہ بات تب ہو جب ہماری آشنائی براہِ راست اللہ سے ہو۔ مذاہب جب بگڑتے ہیں تو یہ سارے آسمانی مذاہب تھے یہودیت بھی تو آسمانی مذہب تھا موسیٰ علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کا لایا ہوا مذہب تھا لیکن جب بگڑا تو سب سے بڑا بگاڑ یہ آیا کہ اللہ تو پسِ دیوار چلا گیا اور سامنے اُن کا ربی اپنے وہ پیر یا مولوی کو وہ ربی کہتے ہیں سامنے وہ آ گیا اب وہ جو کہے حلال ہے جو کہے حرام ہے ربی کی مرضی آپ ربی تک پہنچ سکتے ہیں آگے ربی

www.naqshbandiaowaisiah.com

جانے اور خدا جانے۔ عیسائیت اسلامی مذہب تھا۔ عیسیٰ علیہ السلام کا لایا ہوا تھا۔ جب بگڑا اللہ پس دیوار چلا گیا پس پشت چلا گیا اور سامنے پادری آ گیا۔ اب جناب اتوار کو جائیں اور ایک گوشے میں کھڑے ہو کر پادری کو سارے گناہ گنوا دیں۔ میں نے ہفتے میں یہ گناہ کیے ہیں وہ فیس مانگ لے گا۔ آپ اُتنے پیسے جمع کرا دیں، وہ گناہ بخش دے گا چلو بات ختم ہوئی۔

ہندو مذہب جو ہے یہ آسمانی مذہب نہیں ہے انسانوں کا گھڑا ہوا ہے اس لئے اُس میں اللہ کا کوئی تصور ہی نہیں ہے بت ہیں اور بت بھی اُس کا پروہت کا یا کاہن کا کہنا مانتے ہیں عام آدمی کی بات پر وہ کان نہیں دھرتے اس لئے سادھو ہندو یا سارے جین مت والے اُسے پوجتے رہتے ہیں بدھا اور گرونانک دونوں ہندوؤں کی اصلاحی تحریکیں تھیں۔ گرونانک کی بھی اصلاح یہی ہو سکی کہ بعد میں اُسے پوجا جانے لگا اور ایک الگ مذہب بن گیا ہندوؤں میں سے اور بدھا کی بھی اصلاح اتنی ہی کام آئی کہ بعد میں بدھا کو پوجا جانے لگا۔ اور بدھ مت ایک مذہب بن گیا۔

اسلام کے ساتھ یہ سلوک کبھی نہیں ہوگا بڑے بدنصیب ہیں وہ لوگ جو اسلام کے ساتھ بھی یہی سلوک کر رہے ہیں لیکن یہ یاد رکھیں! اسلام کو قیامت تک رہنا ہے اور ایسے لوگ بھی قیامت تک رہیں گے جو اپنا معاملہ اللہ اور اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ رکھیں گے۔ ایسے لوگ بھی قیامت تک رہیں گے جو ہر بات ہر دُکھ اپنے رب سے کہیں گے ہر کام اپنے نبی ﷺ کی پیروی میں کریں گے۔ قرآن بھی قیامت تک رہے گا انشاء اللہ العزیز اور قرآن پر عمل کرنے والے بھی رہیں گے۔ کوئی یہ نہ سوچے کہ میں چھوڑ دوں گا تو اسلام کا نقصان ہوگا کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں بھلا دوں گا تو قرآن ختم ہو جائے

اللہ کا وہ بندہ جسے دولتِ ایمان نصیب ہو وہ دنیا کی کوئی اور کتاب پڑھے نہ پڑھے دنیا کا کوئی اور علم سیکھے نہ سیکھے اُس کے لئے ضروری ہے کہ وہ وقت قرآن کریم کو پڑھے بھی اور قرآن کریم کا ترجمہ بھی اپنی زبان میں جاننے کی کوشش کرے سمجھنے کی کوشش کرے اور اُس پر عمل کرنے کی بھرپور سعی کرے۔

گا۔ کوئی یہ نہ سمجھے کہ میں حفاظت نہیں کروں گا تو دین ختم ہو جائے گا جو خود کو الگ کرلے گا وہ خود تباہ ہوگا۔

اُس کا کیا ہے تم نہ سہی تو چاہنے والے اور بہت

اُس کی بے پناہ مخلوق ہے وہ عجیب عجیب مخلوق پیدا فرماتا ہے اپنے عجیب عجیب اطاعت گزار بندے پیدا فرماتا ہے ایسا کہ ہم ہے کہ بدکاروں میں سے نیک پیدا فرما دیتا ہے۔

اُس کا کیا ہے تم نہ سہی تو چاہنے والے اور بہت

اگر ہم یہی رویہ رکھیں گے۔ فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ o وہ قادر ہے کسی اور قوم کو ایمان کی توفیق عطا کر دے گا اُس کے چاہنے والے اور آ جائیں گے۔

ترکِ تعلق کرنے والو تم تنہا رہ جاؤ گے

جو چھوڑے گا اُس کو کوئی نہیں ملے گا

اُس کا کیا ہے تم نہ سہی تو چاہنے والے اور بہت

ترکِ تعلق کرنے والو تم تنہا رہ جاؤ گے

جو اُسے چھوڑے گا وہ خود اکیلا ہو جائے گا۔ اسلام پر ہمارا احسان نہیں ہے کہ ہم اسلام کو باقی رکھے ہوئے ہیں یہ اسلام کا احسان ہم پر ہے کہ ہماری بقا کا سبب ہے۔ ہماری آزادی ہماری عزت نفس سب کچھ ہمیں اسلام سے نصیب ہوا اور جو بھی اسلام سے روگردانی کرتا ہے اتنا ہی وہ بندوں کا غلام ہو جاتا ہے یہ سجدہ دیتا ہے جو ہزار سجدے سے نجات۔ اللہ کا ایک سجدہ باقی مخلوق کے سامنے ہزاروں سجدے کرنے سے نجات دے دیتا ہے لیکن تب جب ہم صدق دل سے اسے مانیں قرآن کریم کو جانیں اُس پر عمل کے لئے کوشش کریں اور اللہ سے دعا کرتے رہیں کہ اے اللہ رب ھب لی حکماً۔ اے اللہ مجھے توفیق علم اور توفیق عمل عطا فرما اور اس سے بڑی بات کیا ہے کہ مشت غبار جو زمین پہ بستا ہو جسے برادری میں کوئی اہمیت دینے کو تیار نہ ہو قوم میں کوئی اہمیت دینے کو تیار نہ ہو اپنے جیسے لوگوں میں بھی کوئی اہمیت نہ ہو لیکن اُس کے شب و روز کا پروگرام

اللہ کریم کی طرف سے آئے۔ وہ اُسے نہ بھولے وہ اُسے کھلائے بھی پلائے بھی اُسے پروگرام بھی بنا کر دے اُسے مشورے بھی دے یہ کرو اور یہ نہ کرو اب وہ بھی اللہ سے روگردانی کرے تو اس سے بڑا جرم کیا ہوگا؟ قیامت کو حساب کسی بات کا ہوگا اس بات کا تو حساب ہے کہ میں نے تیرے ساتھ کیا سلوک کیا اور تو نے اُس کا جواب مجھے کیا دیا۔ میں نے تجھ پر کتنے احسان کئے اور تو نے ناشکری کی کیا حدیں توڑیں۔ ورنہ اگر کوئی آدمی حرام کھا لیتا ہے تو اللہ کی کائنات میں کوئی چیز بگڑ جاتی ہے کوئی آدمی عبادت چھوڑ دیتا ہے تو اُس کی عظمت میں فرق پڑ جاتا ہے کوئی گناہ کر لیتا ہے تو اُس کی شان میں کوئی حرف آ جاتا ہے اُسکا کچھ نہیں بگڑتا۔ ساری دنیا کا ہر فرد ولی اللہ ہو جائے تو اللہ کی شان میں اضافہ نہیں ہوتا اور خدا نہ کرے کہ دنیا پہ سانس لینے والا ہر فرد کافر ہو جائے عظمت الٰہی میں کوئی کمی واقع نہیں ہوگی وہ لوگوں کے ماننے نہ ماننے اطاعت یا عدم اطاعت کا محتاج نہیں ہے۔ بگڑتا اُس بندے کا ہے اور حساب کیا ہوگا قبر میں قیامت میں یہی ہوگا کہ تجھے تو کوئی نہیں پوچھتا تھا میں نے تیری حفاظت بھی فرمائی تیرے کھانے پینے کا اہتمام بھی کیا۔ تجھے اگر کسی نے بھی نہیں جانا میں تو نہیں بھولا۔ میں نے تجھے میٹھی نیند بھی سلایا میں نے تجھے صحت بھی دی عقل وشعور بھی دیا گھربار بھی دیا بال بچے بھی دیے دنیا کی ہر نعمت میں نے تجھ پر ارزاں کر دی۔ میں نے سورج کی کرنیں تجھ تک بھی پہنچائیں میں نے ہوا کے جھونکے تیرے گھر تک بھی پہنچائے۔ میں نے برستی بوندوں کو تیری کٹیا تک بھی پہنچایا اور تو نے جواب میں مجھ سے بغاوت کر دی یہی حساب ہوگا اللہ کریم معاف فرمائے خطا انسان سے ہو جاتی ہے لیکن اُس کا علاج تو یہ ہے اور توبہ یہ ہے کہ گناہ کو چھوڑ دے اور آئندہ نہ کرنے کا پکا عزم کرے اور اُسے دہرائے نہیں۔ زبانی کہنے کا نام توبہ نہیں ہے توبہ ایک عمل کا نام ہے کہ غلطی ہوگئی اُس کا احساس زندہ ہو وہ غلطی چھوڑ دے اور آئندہ کوشش کرے کہ وہ نہ کرے اور اللہ سے بخشش مانگے۔

> پیر صاحب کی ضرورت ہمیں یہ ہے کہ ہمیں بتائیں کہ اس میں قرآن میں کیا لکھا ہے اور اُس پر عمل کی صورت کیا ہے۔ مولانا کی ہمیں ضرورت یہ ہے اُن کا احسان یہ ہے کہ وہ ہمیں بتائیں قرآن میں کیا لکھا ہے اور اُس پر عمل کی صورت کیا ہے اور اگر عمل صرف پیر صاحب یا مولوی صاحب نے کرنا ہے اور ہم نے اُن کی زیارت کر کے چلا جانا ہے تو یہ مسلمانی نہیں ہے

تو میرے بھائی! قرآن کریم اللہ کا ایک احسان ہے ہر مسلمان کو چاہئے کہ قرآن کو ضرور پڑھے زندگی میں کچھ پڑھ سکے نہ سکے قرآن کو ضرور سمجھے اور کوئی چیز سمجھ سکے یا نہ سکے اور اپنی زندگی کو قرآن کے مطابق ڈھال لے۔ یہی مطالبہ رب العلمین کا ہے اور اسی لئے بعثت آقائے نامدار علیہ ﷺ بھی ہوئی۔ بعثت کا مقصد عالی بھی یہی ہے۔ اللہ کریم ہماری خطاؤں سے درگزر فرمائے ہمیں علم وعمل کی توفیق عطا فرمائے۔

وآخر دعونا ان الحمدللہ رب العلمین

☆☆☆☆☆☆

انا للہ وانا الیہ راجعون

1- لاہور سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی حافظ مقبول احمد صاحب کی اہلیہ وفات پا گئی ہیں۔

2- لاہور سے سپیشل کلاس کے ساتھی عطاء الرحمٰن صاحب کے دادا جان وفات پا گئے ہیں۔

3- پشاور میں الاخوان کے ضلعی خزانچی محمد ابرار صاحب کی بھاوج انتقال فرما گئی ہیں۔

4- رحیم یار خان سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی عابد محمود صاحب خالقِ حقیقی سے جا ملے ہیں۔

5- صادق آباد سے سلسلہ عالیہ کے ساتھی حمید عالم صاحب کے والد بزرگوار چوہدری محمد شفیع صاحب دارفانی سے کوچ فرما گئے ہیں۔

اللہ تعالی مرحومین کو جوارِ رحمت میں جگہ نصیب فرمائے۔ آمین

ساتھیوں سے دعائے مغفرت کی اپیل ہے۔

☆☆☆☆☆☆☆

www.naqshbandiaowaisiah.com

''حقیقت یہ ہے کہ کوئی بھی
ایک دفعہ اللہ کو پکارے تو اس کی ایک
پکار بھی ضائع نہیں جاتی۔ شرط یہ ہے کہ
اس کے پکارنے میں بنیادی طور پر وہ خلوص
وہ عقیدہ یا وہ درد موجود ہو جو اللہ کو پکارنے
کے لئے چاہئے' اور ثواب سے وہی اجر
مراد ہے جو ہماری اس دنیوی زندگی
میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔''

اقتباس از "کنز الطالبین"

تعاون
اسلم ٹیکسٹائل ملز لمیٹڈ
مینوفیکچررز
آف PC یارن
پُل کوریاں سمندری روڈ فیصل آباد
667571
667572

www.naqshbandiaowaisiah.com

سوال و جواب

مختلف اوقات میں سالکین کی طرف سے پوچھے گئے سوالات [illegible] شیخ المکرم امیر محمد اکرم اعوان نے جو جوابات ارشاد فرمائے [illegible] قارئین المرشد کے استفادہ کیلئے پیش خدمت ہیں۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
دارالعرفان منارہ، ضلع چکوال

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سوال:- تناعم کا مفہوم واضح فرمائیے۔

جواب:- ایک چھوٹا سا کر لیں کہ ایک بندے کو کہیں جانا ہے تو وہ بجائے سیدھا راستہ جانے کے کسی گلی میں سے سائیکل گھسیڑے گا یا گاڑی کو کسی تنگ راستے میں ڈالے گا پیدل بھی چل رہا ہے تو فصل کے درمیان سے گزرے گا اور کنارے سے نہیں جائے گا تو اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ کام کرنے کا جو طریقہ ہے اُس طریقے کے مطابق کام کرو خواہ اُس میں محنت زیادہ کرنا پڑے اور اُس کے شارٹ کٹ مت تلاش کرو۔ کام چوری ہو جاتی ہے یہ۔ اُس کا مزاج پہ اثر پڑتا ہے۔ تناعم ہوتا ہے آسانیاں تلاش کرنا۔ ہر کام میں آسانیاں تلاش نہ کرو اُس کا جو سلیقہ ہے جو طریقہ ہے اُس کے مطابق کیا جائے۔ ورنہ تو پھر وہ عادت بن گئی تو پھر وہ عبادات میں بھی آئے گی، معاملات میں بھی آئے گی تو یوں آدمی کو ناکامی کی طرف لے جائے گی۔ اردو کا دامن اتنا وسیع نہیں ہے جتنا عربی کا ہے تو اردو والے اپنے طور پر ترجمہ کرتے ہیں تو ''عیش کوش'' ایک حد تک مفہوم ادا کر دیتی ہے کہ کام کرنے کا جو طریقہ ہے اُس کے مطابق اُس کام کو کیا جائے خواہ اُس میں وقت زیادہ لگے یا محنت زیادہ لگے۔ محنت سے جی چُرا کے ٹوٹل پورا نہ کیا جائے کہ محنت نہ کرنی پڑے اور کام ہو جائے۔ اس سے بچنے کا فرمایا گیا۔

سوال:- پراویڈنٹ فنڈ کے متعلق ارشاد فرمائیے؟

جواب:- پراویڈنٹ فنڈ جو ہے وہ تو بندے کا حق ہوتا ہے۔ اب وہ جتنا عرصہ رہتا ہے گورنمنٹ کے پاس اُس پہ وہ سود لگاتے رہتے ہیں [illegible] ہوتا ہے کہ اصل رقم [illegible] ہے۔ سود حلال نہیں [illegible] رقم ہے وہ [illegible] دفعہ یہ مسئلہ علماء کے زیر [illegible] نظام سودی بنایا گیا تھا۔ علماء [illegible] پہ بہت بحث کی گئی تو انگریز [illegible] طریقہ بنایا تھا کہ کچھ مسلمان [illegible] تھے تو وہ جو رقم سود کی جمع [illegible] مشنریوں کو دے دیتے تھے [illegible] اور جو ادارے تبلیغ کے تھے [illegible] تھی تو پھر علماء نے یہ طے کیا تھا کہ حکومت سے سود لے لیا جائے اور اُسے [illegible] جگہ پہ لگا دیا جائے [illegible] اور کسی کے کھانے پینے [illegible] کی کوئی نالی بنوا دی [illegible] باتھ روم یا خانہ [illegible] غسل خانہ بنوا دیا۔ [illegible] پہ اسے خرچ کر دیا جائے [illegible]

www.naqshbandiaowaisiah.com

پاس نہ چھوڑا جائے۔ تو مجھے یقینی علم تو نہیں ہے کہ اب یہ سود کا کیا کرتے ہیں جو لوگ نہیں لیتے وہ کہاں جاتا ہے۔ برطانیہ کی حکومت جب تک تھی تو جب سود بنکوں میں بعض لوگ اپنی رقم پہ سود نہیں لیتے تھے لیکن وہ لگاتے رہتے تھے۔ لوگ چھوڑ دیتے تھے تو وہ عیسائی مشنریوں کو دے دیتے تھے تو اُس کا حل اُس عہد کے علمانے یہ نکالا تھا کہ حکومت سے لے لیا جائے اور کسی ایسے کام پہ لگایا جائے جو کسی کے کھانے پینے میں نہ آئے کوئی گلی خراب ہے تو اُس میں اینٹیں لگوا دیں لوگ گزرتے رہیں پانی ہے اُس میں کیچڑ ہے تو ایک طرف نالی بنوادیں یا کوئی باتھ روم بنوا دیا یا اس طرح سے تو اصل رقم جو فنڈ کی ہوتی ہے وہ تو چونکہ بندے کی تنخواہ سے وضع ہوتی ہے وہ اُس کی اپنی ہے۔

سوال :- بانڈ پہ قرعہ اندازی کی وضاحت فرمائی جائے؟

جواب :- یہ کچھ اس کے بارے مفتی محمد شفیع رحمتہ اللہ تعالےٰ علیہ نے بھی لکھا اُن کی ایک کتاب ہے ''جواہر الفقہ''۔ یہاں لائبریری میں بھی ہے میں نے دیکھی بھی تھی اب مجھے یاد نہیں۔ مجھے ان کے سسٹم کا صحیح پتہ نہیں کہ یہ کرتے کیا ہیں۔ بانڈز پہ جو قرعہ اندازی ہوتی ہے اس میں کیا کرتے ہیں یہ۔ ویسے جو اصول ہے وہ یہ ہے کہ جہاں نفع غیر یقینی اور نقصان یقینی ہو وہ جوا ہوتا ہے اور جہاں نفع ونقصان کا برابر احتمال ہو وہ کاروبار ہوتا ہے اور جہاں نقصان غیر یقینی اور نفع یقینی ہو وہ سُود ہوتا ہے۔ یہ ایک بنیادی اُصول ہے کہ آپ نے سو روپے دیے اور سو کو کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن آپ کو سو کے ایک سو دس ملیں گے تو یہ سود ہے۔ آپ نے سو دیے ہو سکتے ہیں سو کے دو سو ملیں ہو سکتا ہے سو ہی ضائع ہو جائے یہ جوا ہے آپ ایک کاروبار میں پیسے لگاتے ہیں ہو سکتا ہے نفع ہو جائے ہو سکتا ہے نقصان ہو جائے یہ تجارت ہے۔ یہ بنیادی اصول ہے اب وہ بانڈز کس اصول میں آتے ہیں میرے علم میں نہیں ہے' مجھے اس کا پتہ نہیں ہے کہ اُن کا سسٹم کیا ہے' کیا کرتے ہیں دیکھا نہیں ہے۔ اب جوئے کی مختلف صورتیں بن گئی ہیں لوگ لالچ میں آ کر پھنستے رہتے ہیں۔ ایک نیا طریقہ جو متعارف ہوا ہے کہ فلاں نمبر پہ فون کرو آپ کو پیسے اتنے مل جائیں گے اگر آپ کا نمبر مل گیا' یہ ہوا وہ ہوا کچھ بھی نہیں! اب آدمی فون کرنے والا تو سوچتا ہے صرف نمبر ہی ڈائل کرنا ہے لیکن اُس نمبر پہ ایکسٹرا چارجز ہوتے ہیں' وہ پیسے جس کو فون کرتا ہے تو وہ فون کمپنی والے اپنے چارجز رکھ کے باقی اُن کو دے دیتے ہیں تو یوں وہ کروڑوں جمع کر لیتے ہیں اور لاکھوں تقسیم کر دیتے ہیں۔ چند آدمیوں کو انعام دے دیا۔ یہ مختلف صورتیں ہیں جوئے کی جو پہلی بات جو رشید صاحب پوچھ رہے تھے یہ ساری اُسی کی صورتیں ہیں کہ بندے فوراً بغیر محنت کئے راتوں رات امیر ہونا چاہتے ہیں تو اس طرح کے شارٹ کٹ ڈھونڈتے ہیں اُن کا کوئی جواز ڈھونڈتے ہیں۔ رزق اللہ کریم نے مقرر کیا ہے اور بندہ مکلّف ہے صرف کام کرنے کا۔ کوئی بھی یہ سمجھے کہ اُس نے رشوت لے کر مال جمع کر لیا یا اُس نے سود لے کر جمع کر لیا یا جوئے سے جمع کر لیا یہ بات غلط ہے وہ مال تو اُس کے پاس آنا ہی تھا اگر وہ جائز کاروبار کرتا تو بھی اتنا مالدار ہو جاتا۔ وہ اپنے حصے سے زیادہ جمع نہیں کر سکتا۔ اب یہ اُسکا انتخاب ہے کہ اُس نے حصول زر کے لئے جائز طریقہ اپنایا یا ناجائز اپنایا چونکہ اللہ کریم کا ایک نظام ہے جس میں ہر قطرہ اپنی جگہ پہنچتا ہے۔ اب یہ بھی ضروری نہیں کہ جس کے پاس مال آیا وہ اُسی کا ہے وہ پتہ نہیں کس کا ہے کھانا کس کو نصیب ہوگا۔ اُسے اُس کی قسمت میں ہے بھی یا صرف اُسے رکھ کے بیٹھا رہے گا اور کھائے گا کوئی اور تو یہ تو ضروری نہیں ہوتا لیکن ہماری چونکہ کوتاہ اندیشی یہ ہوتی ہے کہ ہم سمجھتے ہیں میرے پاس جتنی دولت آ گئی ہے یہ میری ہے حالانکہ ہماری تو اس

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہیں وہی ہے جو ہمارے کام آئی۔ ورنہ کس کے پاس جائے گی اسے کھائے گا کون یہ اس کا اپنا ایک نظام ہے جہاں جہاں جس قطرے نے جانا ہے وہاں وہ جائے گا۔ آدمی کی آزمائش صرف یہ ہوتی ہے کہ وہ وسائل جو ہیں جائز استعمال کرتا ہے یا ناجائز۔ تو میرے خیال میں اگر یہ راتوں رات امیر بننے کا خواب نہ ہو تو ان چیزوں میں بندہ نہیں پڑتا۔ سیدھا سیدھا اپنی مزدوری پہ مطمئن رہتا ہے۔ روزی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ہے زندگی روزی کے لئے نہیں ہے۔ کھانا زندہ رہنے کے لئے ہے لیکن زندگی کھانے کے لئے نہیں ہے کہ اتنا کھاؤ کہ مر جاؤ۔ تو کردار میں ہمیشہ جائز وسائل جو ہیں وہ بندہ ضرور محنت کرے جائز طریقے استعمال کرے کوشش کرے۔ حصول رزق کے وسائل اللہ نے بنائے ہیں اور اچھی بات ہے۔ نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے کہ اولاد کو مفلس چھوڑنے کی بجائے انہیں کچھ دے کر جانے والا بہتر ہے کہ افلاس ممکن ہے اُن سے ایمان بھی چھین لے لیکن وہ بندہ جو اولاد کو کچھ دے کے مرتا ہے تو شاید وہ اُن کا ایمان بچانے کا سبب بن جائے۔ تو اچھی بات ہے کہ آدمی محنت کرے جائز وسائل سے رزق کمائے ورثا کو بھی دے کر جائے ایک اچھی بات ہے لیکن بات صرف یہ ہے کہ وہ جو وسائل اختیار کرتا ہے وہ جائز ہیں یا غلط ہیں۔ ناجائز وسائل اختیار کرنے میں سب سے بڑا اندیشہ جو ہوتا ہے وہ یہ ہوتا ہے کہ آدمی کو اللہ کی ربوبیت پہ اعتماد نہیں وہ اس سے بڑھ کر کسی طرح سے "اکل" سے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ کی ربوبیت پہ اعتماد ہو تو پھر ناجائز وسائل کی کیا ضرورت ہے۔ رب تو وہ ہے روزی تو اس نے دینی ہے۔

سوال:۔ ہمزاد انسان کے ساتھ ہے۔ مرنے کے بعد قبر کے پاس ہوتا ہے اس کی عمر کتنی ہے؟ مرنے کے بعد اس کا کردار کیا ہے؟

جواب:۔ ہر آدمی جو بھی پیدا ہوتا ہے اس کے ساتھ ایک شیطان بھی پیدا ہوتا ہے۔ حدیث شریف میں موجود ہے اور قرآن حکیم میں بھی "قرین" شیطان کے نام سے موجود ہے۔ وہ ایک شیطان جو اس آدمی کے ساتھ ہوتا ہے وہ ساری زندگی اس کے ساتھ رہتا ہے بلکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالےٰ اجمعین نے جب حضور ﷺ نے اس کی وضاحت فرمائی تو یہ سوال بھی کیا تھا کہ کیا آپ ﷺ کے ساتھ بھی ہے؟ فرمایا میرے ساتھ بھی ہے لیکن جو میرے ساتھ ہے وہ مجھ پر ایمان لے آیا ہے اور مسلمان ہو گیا ہے۔ تو یہ بنیادی طور پر چونکہ ابلیس کی اولاد سے ہوتے ہیں اور ابلیس کی عمر بہت زیادہ طویل ہے کہ قیام قیامت تک ہے اسے مہلت دی گئی ہے اس کا اثر اس کی نسل میں بھی چلتا ہے اور ان کی عمریں ہزاروں برسوں میں ہوتی ہیں اور آدمی کے مر جانے کے بعد بھی اس کا ٹھکانہ اس بندے کا جہاں مدفن ہے یا جلایا گیا ہے یا جہاں اس کے اجزائے جسم گئے ہیں وہیں وہ رہتا ہے اس کی بول چال اس کا لباس اگر کسی کو نظر آئے تو اسی بندے جیسا ہوتا ہے۔ اور یہ جو ویسٹ میں ایک ریسرچ بھی ہو رہی ہے اور بڑی مدت سے چل بھی رہا ہے روحوں کو حاضر کرتے ہیں یہ ہٹلر کی روح کو بلایا فلاں کی روح کو بلایا تو وہ روحیں نہیں ہوتیں وہ وہی شیطان ہوتے ہیں جنہیں ہمارے یہ ہمزاد لکھ دیتے ہیں تو ہمزاد بھی اس بات کا ترجمہ ہے کہ اس کے ساتھ پیدا ہوا ہو۔ تو وہی شیاطین ہوتے ہیں ان حالات سے واقف ہوتے ہیں ان کی آواز بھی اسی طرح کی ہوتی ہے بات بھی اس انداز میں کرتے ہیں۔ ورنہ روح اگر جنتی ہے تو اسے کوئی عامل جنت سے پکڑ کر لے کھینچ لائے گا۔ اور اگر جہنمی ہے تو اسے جہنم سے کون نکلنے دے گا۔ اس لئے ارواح کی حاضری کا کوئی Concept نہیں ہے کہ میڈیا میں یا کوئی عامل روح کو بلا لیں۔ یہ شیاطین ہوتے ہیں۔ ایک دفعہ

اس پہ میں نے ایک مضمون لکھا بھی تھا تفصیل سے المرشد میں چھپا بھی تھا کسی پرانے المرشد میں ہوگا۔

سوال :- ہپناٹزم کیا ہے؟ یہ شرعی طور پر ٹھیک ہے؟

جواب :- ہپناٹزم ایک ذہنی قوت ہوتی ہے صرف۔ ایک بندہ اس ارتکاز توجہ سے ذہنی قوت جمع کر لیتا ہے۔ یہ کوئی بھی کر سکتا ہے مومن بھی کافر بھی۔ یہ بھی ایک وہم ہے لوگوں کو کہ ہم نے کنٹرول کر لیا دراصل جو لوگ یہ کوشش کرتے ہیں وہ اُس کے تابع ہو جاتے ہیں۔ آپ اُن کا کردار دیکھ لیں حرام چیزیں کھائیں گے ناپاک رہیں گے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انہوں نے نہیں اُس نے انہیں کنٹرول کیا ہوا ہے۔ ہپناٹزم الگ ہے ایک علم ہے الگ ایک فن ہے۔ اس میں صرف وہ ارتکاز توجہ ذہنی جو قوت ہے اس کو یکجا کرتے ہیں اور اُن کا طریقہ بھی یہی ہے کہ پہلے ایک لالٹین جلا کر اسے دیکھتے رہو پھر کوئی نقطہ لگا کر دیکھتے رہو یا سورج کو دیکھتے رہو۔ وہ کوشش کرتے ہیں کہ سارے خیالات ہٹ کر ذہن کی طاقت ایک جگہ جمع ہو جائے۔ بھئی! یہ ایک علم ہے ایک طریقہ کار ہے ایک فن ہے یہ۔ اب کسی بھی فن کو آپ جب استعمال کرتے ہیں تو اُس کا شرعی یا غیر شرعی ہونا تب سامنے آتا ہے۔ اب طب ایک فن ہے طبیب بندے کو ایسی دوا بھی دے سکتا ہے جس سے وہ مر جائے اور ایسی بھی دیتا ہے جس سے وہ بیماری سے صحت یاب ہو جاتا ہے۔ اب یہ تو اُس پہ منحصر ہے کہ وہ کیا کرتا ہے۔ کوئی بھی یہ الگ سے فن ہے ہپناٹزم۔ اب اسے استعمال کس طرح کرتے ہیں اس میں آئے گا کہ وہ جائز ہوا یا ناجائز ہوا۔

سوال :- ہپناٹزم میں کسی کو ہپناٹزم کر کے حالات پوچھے جاتے ہیں۔ کیا درست ہے؟

جواب :- میں نے بتایا ہے نا آپ کو یہ ساری دماغ کی رسائی ہوتی ہے۔ اب جہاں بھی آپ کہیں چلو صرف مادی دنیا میں چلے گا باقی انسٹرومنٹ سے بھی کیا جا سکتا ہے یعنی آپ ٹیلی ویژن پر پوری دنیا کو دیکھ رہے ہوتے ہیں وہاں سے کیمرہ اُسے ویولائز کرتا ہے تو آپ کے پاس ایک آلہ ہے آپ دیکھ رہے ہوتے ہیں یہ ایک Meterialistic چیز ہے۔ ہپناٹزم جو ہے Materialistic نہیں ہے وہ ان دیکھی طاقتوں کا ایک وہی فارمولا ہے اُس کی بھی حدود اور "لمیٹس" وہی ہیں جو ان ظاہری آلات کی ہیں۔ اب کسی کو آپ ہپناٹائز کر کے کہو کہ برزخ کے حالات بتاؤ تو نہیں بتا سکے گا کسی کو کہیں کہ بالائے آسمان کی بات بتاؤ تو وہ نہیں بتا سکے گا جو کچھ آپ مادی انسٹرومنٹ سے دیکھ سکتے ہیں وہی اس سے بھی ہو سکتا ہے۔

سوال :- عاملین ارواح سے کیسے کلام کرتے ہیں؟

جواب :- کچھ شیاطین ہوتے ہیں بکواس کرتے ہیں۔ وہ کچھ نہ کچھ کہتے رہتے ہیں۔ روح بیچ کب آ سکتی ہے؟ دو میں سے ایک حال میں ہے تو کوئی روح خالی نہیں۔

القبر روضۃ من ریاض الجنۃ او حفرۃ من حفر النیران۔ او کما قال رسول اللہ ﷺ۔ قبر یا جنت کے باغوں میں سے باغ ہے یا دوزخ کے گڑھوں میں سے گڑھا ہے۔ اب اگر جنتیوں کو عملیات کے ذریعے دنیا میں بلایا جائے تو جنت سے یہاں پکڑ کر کان سے پکڑ کر کھینچا پھر جنت میں ہونے کا کیا مقصد ہے کہ کوئی بندہ جس کا جی چاہے اُسے کان سے پکڑ کر لے آئے۔ تو جنت اتنی آسان نہیں ہے ایسی جگہ نہیں ہے کہ وہاں میری آپ کی رسائی ہو کہ ہم کان سے پکڑیں اور کھینچ لیں اور دوزخ میں جو ہے ہم سے تو حوالاتی حوالات سے نہیں نکالا جا سکتا دوزخ والے کو کون نکلنے دے گا! روحیں نہیں ہوتیں۔ یہی ہوتے ہیں شیاطین اور یہ اُن حالات سے واقف

www.naqshbandiaowaisiah.com

ہوتے ہیں اُن کی پوری زندگی ساتھ گزاری ہوتی ہے آواز ویسی ہوتی ہے اگر کسی کو مشاہدہ ہو تو لباس حلیہ ویسا ہی ہوتا ہے۔ تو یہ غلط فہمی لگتی ہے۔

سوال:۔ تعویز کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب:۔ اگر شرعی حدود کے اندر ہو تو درست ہے جائز ہے کوئی ناجائز غیر شرعی کلمہ لکھا نہ جائے کوئی ایسے الفاظ نہ لکھے جائیں جو شرعاً جائز نہ ہوں کسی ایسے کام کے لئے نہ لکھے جائیں جو شرعاً جائز نہ ہو تو کوئی حرج نہیں۔ یہ بھی ایک طریقہ علاج ہے جس طرح دوسرے طریقے علاج ہیں بلکہ تعویز لکھنے پہ یا کسی پہ دم چھوکرنے پہ اگر اُس پہ آدمی اُجرت بھی لے تو علماء فرماتے ہیں کہ یہ جائز ہے کہ اُس پہ اُجرت لی جائے چونکہ مراد علاج ہے کسی کا ہو۔ لیکن اُس کے جو لکھتا ہے الفاظ وہ جو اُن میں کوئی غیر شرعی بات ہو یا جس مقصد کے لئے لکھا جائے وہ غیر شرعی ہو تو پھر حرام ہو جائے گا۔

سوال:۔ علماء حضرات فرماتے ہیں کہ ساڑھے چار ہزار پر زکوۃ ہے اور ایک آدمی کے پاس ڈھائی کروڑ کی گاڑی ہے۔ اُن پر زکوۃ کی کیا حیثیت ہے؟

جواب:۔ جو چیزیں استعمال کی ہیں اور آدمی استعمال کرتا ہے اُن پہ زکوۃ نہیں ہوتی۔ اب یہ اللہ کی مرضی کہ ایک کو استعمال کی چیز ہزار روپے کی دی ہے ایک کو دس لاکھ روپے کی دے دیں لیکن وہ چونکہ اُس کے استعمال میں ہے نا۔ اب آپ ایک گھر بناتے ہیں اس میں آپ رہتے ہیں وہ گھر دس کروڑ کا ہے یا وہ گھر دس ہزار کا بنا ہے تو گھر۔ لیکن جن کے پاس کروڑوں کے گھر یا کروڑوں کی گاڑیاں ہوتی ہیں اُن کے پاس دوسرے ذرائع بھی اتنے ہوتے ہیں کہ جن پر اُسی حساب سے زکوۃ بھی آجاتی ہے۔ اب یہ تو ممکن نہیں کہ ایک آدمی کے پاس دس روپے بھی نہ ہوں اور اُس نے کروڑ روپے کی گاڑی رکھی ہوئی ہو یہ ممکن نہیں ہے۔ تو جو چیزیں رہائش میں یا زیر استعمال ہوتی ہیں اُن پہ زکوۃ نہیں ہوتی۔

زیورات کی سونے اور چاندی کی حد ہے کہ اُس سے کم ہیں تو اُن پہ زکوۃ نہیں۔ سات تولے سے کم سونا ہے تو اُس پہ زکوۃ نہیں ہے لیکن اگر آٹھ ہو گیا تو پھر آٹھ پہ زکوۃ دینا پڑے گی۔ تو اُن کی ایک حد ہے اُس کے اندر ہوں تو کوئی نہیں زکوۃ اور اسی طرح چاندی کی بھی ایک حد ہے اب مجھے یاد نہیں۔ جانوروں پہ بھی ہے گائے پہ بھینس پہ اونٹوں پہ بھیڑ بکریوں پہ لیکن سب کی حدود مقرر ہیں کہ اگر اتنی تعداد ہو تو اُس پہ زکوۃ نہیں ہے ظاہر ہے وہ تعداد ایک عام آدمی کے پاس ہو سکتی ہے۔ اور جو لوگ امیر ہوتے ہیں یا جن کے پاس زیادہ ہوتا ہے وہ صاحب حیثیت ہوتے ہیں تو پھر سب پہ زکوۃ آجاتی ہے۔

سوال:۔ اگر آپ کو ایک پلاٹ ملتا ہے اور آپ پانچ چھ سال بعد فروخت کرتے ہیں تو اُس پر زکوۃ کس طرح دی جائے؟

جواب:۔ اگر تو آپ نے پلاٹ بیچنے کے لئے روک لیا تو وہ ایک سرمایہ ہو گیا پھر آپ پہ اُس کے اندازے کے مطابق ہر سال اندازہ تو ہوتا ہے کہ اس کی قیمت کیا ہے۔ مارکیٹ موجود ہوتی ہے۔ پتہ ہوتا ہے کہ جب ملا ہے دس لاکھ کا ہے اس سال بارہ کا ہو گیا اگلے سال پندرہ کا ہو گیا تو ہر سال وہ ایک سرمایہ ہے آپ کے پاس تو مارکیٹ کے حساب سے اگر وہ بیچنے کے لئے ہے تو آپ اُس پر زکوۃ دیں گے اگر آپ نے رہائش کے لئے رکھا ہے کہ اس پہ گھر بنانا ہے تو پھر وہ رہائش کے کام آئے گا۔

سوال:۔ بعض مولوی کہتے ہیں کہ یہ جو روح ہے یہ ایصالِ ثواب کا تقاضا کرتے ہیں کہ دعا کریں۔ یہ کیا ہے؟

جواب:۔ تقاضا تو کسی نے کیا کرنا ہے جی اور ویسے یہ بات یقینی ہے کہ ارواح کو امید ہوتی ہے یا تمنا یا آرزو ہوتی

www.naqshbandiaowaisiah.com

نہ کہ کوئی انہیں مدد کرے۔ اولاد ان کے لئے کچھ کرے تو اولاد اگر نیکی کرے تو والدین کو یا اساتذہ کو یا سکھانے والے کو از خود بھی ان کا اجر ملتا رہتا ہے اور برائی کرے تو اگر انہوں نے تربیت میں کمی نہیں چھوڑی تو وہ بری ہیں اور اگر ان کی تربیت کی کمی کی وجہ سے ایسے خراب ہو رہا ہے تو پھر ان سے بھی باز پرس ہوتی ہے۔ چونکہ یہ تو ایک مسلسل عمل ہے جو چلتا رہتا ہے تو ایصال ثواب کرنا اچھی بات ہے کچھ نہ کچھ کرتے رہنا چاہئے۔

سوال :- ''ارواح کا گھر میں آنا'' وضاحت فرمائیے۔

جواب :- عالم ارواح میں جو روحیں اس دنیا میں زندگی میں ایسی قوت پیدا کر لیتی ہیں کہ وہ کہیں آ جا سکتی ہیں مرنے کے بعد وہ قوت ترقی کرتی ہے کم نہیں ہوتی۔ تو اولیاء اللہ کی ارواح میں بعض ایسے لوگ ہیں جنہیں مرنے کے بعد ملائکہ میں شامل کر دیا گیا جس طرح ملائکہ کام کرتے ہیں اس طرح بعض اہل اللہ کی بھی اس میں شامل کر دیتے ہیں۔ لیکن عام آدمی جو ہے وہ مرنے کے بعد کہیں آ جا نہیں سکتا۔ اس میں وہ قوت پرواز نہیں ہوتی چونکہ یہ سارے کمالات وہ ہیں جو اس زندگی میں حاصل کئے جا سکتے ہیں اس زندگی میں حاصل نہیں کئے تو مرنے کے بعد موقع نہیں ہوتا کہ وہ اس طرح کا کمال حاصل کریں

سوال :- مرنے کے بعد مرنے والا خواب میں ملتا ہے بات کرتا ہے یا کوئی چیز مانگتا ہے تو اس کی حقیقت کیا ہے؟

جواب :- ہر خواب اپنی تعبیر کا محتاج ہوتا ہے اگر کوئی فوت شدہ آدمی خواب میں آئے تو یہ ضروری نہیں کہ وہ اس کی روح ہی ہے یا وہ بندہ ہے خواب خواب ہوتا ہے اور بعض خواب تو بے معنی ہوتے ہیں۔ اضغاث و احلام۔ محض ذہن میں کچھ چیزیں اٹکی ہوئی ہوتی ہیں وہ خواب میں متشکل ہونے لگتی ہیں بعض شیطانی ہوتے ہیں کہ کوئی چیز شیطان اس طرح کی القا کر دیتا ہے اُن کے بارے حکم ہے کہ اگر کوئی اس طرح کا خواب آئے تو لاحول پڑھ کر بائیں طرف تھوک دو۔ بعض من جانب اللہ ہوتے ہیں لیکن وہ خواب کی اُس حقیقت پہ موقوف ہے یا کسی کو اُس کی سمجھ ہو۔

سوال :- سورۃ القدر میں ملائکہ اور روح کا ذکر ہے لیلۃ القدر کی رات میں نازل ہوتے ہیں۔ لفظ ''روح'' سے کیا مراد ہے؟

جواب :- میرے خیال میں کئی تقریروں میں یہ بات بارہا آ چکی ہے۔ بعض کا خیال ہے کہ روح سے بھی فرشتے مراد ہیں لیکن اکثریت یہ بھی کہتی ہے کہ وہ ارواح جو زندگی میں قوت پرواز حاصل کر لیتی ہیں انہیں مرنے کے بعد بھی وہ قوت حاصل رہتی ہے اور لیلۃ القدر میں خصوصی طور پر بعض ارواح کو یہ توفیق دی جاتی ہے کہ وہ آئے لیکن وہ ان کا آنا جو ہے وہ اس سے مراد برکات کا لانا یا انوارات کا لانا مراد ہوتا ہے۔

سوال :- سنت اعتکاف میں غسل کر سکتے ہیں؟ جمعۃ المبارک کی نماز کے لئے غسل کرنا سنت ہے اعتکاف بھی سنت ہے۔

جواب :- بھئی اعتکاف میں غسل ایسا عذر نہیں ہے جس کے لئے آپ اعتکاف کی حدود سے باہر جا سکیں۔ اور اگر کسی کو مجبوراً کرنا پڑ جائے۔ تو اس کے لئے علماء نے لکھا ہے کہ وہ کوئی ٹپ یا برتن مسجد کی حد کے اندر رکھ کر اس میں بیٹھ کے پانی ڈال لے یا اس طرح کرے۔ اگر ضروری ہو تو۔

سوال :- صحبت شیخ اور ذکر الٰہی سے کونسی چیز زیادہ مقدم ہے؟

جواب :- یہ دونوں ایک دوسرے کا حصہ ہیں۔ صحبت سے بھی ذکر میں ہی ترقی ملتی ہے اور اس کا ایک اپنا اثر ہوتا ہے۔

سوال :- جو خاص ساتھی ہیں اُن کو زیادہ آپ سے ملنا جلنا ہوتا ہے جبکہ عام ساتھیوں کا نہیں ہوتا۔

جواب:۔ یہ چیز درست نہیں ہے آپ کی جو ملنا چاہے اسے تو کوئی نہیں روکتا۔ کسی کے پاس فرصت ہی نہ ہو یا کوئی ملنا ہی نہ چاہے تو وہ ایک الگ بات ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا صدقات کا حکم دیا تو جو غریب اور مسکین تھے وہ بارگاہ عالی میں حاضر ہوئے انہوں نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ امراء تو صدقات دیں گے جن کے پاس پیسہ ہے وہ تو یہ نعمت حاصل کریں گے اور جن غریبوں کے پاس نہیں ہے وہ کیا کریں؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تسبیحات پڑھا کرو تو ان جیسا ثواب تمہیں مل جائے گا۔ تو پھر دوبارہ کسی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ تسبیحات ساری تو وہ لوگ بھی پڑھتے ہیں جو صدقات بھی دیتے ہیں اور جو آپ ﷺ نے تسبیحات فرمائیں وہ بھی پڑھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا یہ پھر ان پر اللہ کا کرم ہے اور اس سے تو کوئی رنجش کی بات تو نہیں ہے۔ اللہ کا احسان ہے اُن پر تو اس میں تو کوئی ضد تو نہیں کی جا سکتی۔ کہ اللہ نے انہیں توفیق دی ہے پھر وہ تسبیحات بھی پڑھ لیتے ہیں تو اچھی بات ہے۔

سوال:۔ دینی جماعتیں زور و شور سے انٹرنیٹ پر تبلیغ کر رہی ہیں اور آنے والے وقت میں انٹرنیٹ تبلیغ کا بڑا ذریعہ بنے گا۔ الحمدللہ ہماری بھی ویب سائٹ ہے مگر فی الحال صرف آڈیو بیان اور سلسلہ کا تعارف ہے چند تجاویز جن کا ویب سائٹ پہ ہونا ضروری ہے۔ آن لائن المرشد۔ سلسلہ کی کتابیں ڈسکشن گروپس۔ ملاقاتی مراکز کے پتے۔ الاخوان کا تعارف۔

جواب:۔ تو گزارش یہ ہے کہ جو کچھ میرے ذمے ہے الحمدللہ میں تو انٹرنیٹ پہ صبح شام ذکر کراتا ہوں۔ جو ذکر آپ کو کراتا ہوں یہ سارے انٹرنیٹ پہ Around The Globe جاتا ہے۔ اور جب گلوبلائزیشن کی بات ہو رہی تھی اگلے دن یہ بھی بہت بڑا فائدہ ہوا کہ اب تبلیغ بھی پوری دنیا پہ ہوتی ہے۔ جب ذکر ہوتا ہے تو وہ بھی روئے زمین پہ ہر جگہ ہوتا ہے۔ جہاں کوئی کرنا چاہے۔ تو یہ چیزیں جو ہیں یہ کچھ لوگ ہی کر سکتے ہیں جو اس سے کمپیوٹر سے واقف ہیں یا اس کی تعلیم رکھتے ہیں تو اچھی بات ہے آپ لوگ بھی مل کر بنائیں ویب سائٹ اور ان لائن المرشد یا کتابوں کو آن لائن کریں اس پہ۔ لیکن کسی ترتیب سے کسی طریقے سے۔ جو پہلے ساتھی کچھ کر رہے ہیں ان کے ساتھ مل کر اسے مزید ترقی دیں اچھی بات ہے الحمدللہ۔

سوال:۔ قرآن پاک میں ذکر کے بارے کتنی دفعہ ذکر ہوا ہے اور حدیثوں میں کتنی بار اس کا تذکرہ ہوا ہے۔

جواب:۔ میں نے احادیث میں گنا تو نہیں ہے۔ قرآن حکیم میں بھی صحیح اعداد و شمار اس وقت تو میرے پاس نہیں ہیں چونکہ اکثر بالواسطہ ارشاد ہے اور بہت سی جگہ براہ راست حکم ہے۔ جہاں تک میں اندازاً عرض کر سکتا ہوں کہ اس وقت میرے پاس صحیح وہ فیگر نہیں ہیں لیکن غالباً اڑتیس سے زیادہ بار براہ راست حکم ہے اور کچھ سات سو کے قریب بالواسطہ حکم ہے۔ احادیث مبارکہ چونکہ ان میں بہت تفصیل ہوتی ہے تو میں نے گنا نہیں یا کہیں پڑھا نہیں۔

روزی زندگی کو برقرار رکھنے کے لئے ہے زندگی روزی کے لئے نہیں ہے۔ کھانا زندہ رہنے کے لئے ہے لیکن زندگی کھانے کے لئے نہیں ہے

www.naqshbandiaowaisiah.com

المرشد سے انتخاب

ہم قربانی کیوں کرتے ہیں؟

ہم قربانی اس لئے کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی ہے اور قربانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا یہ جواب ہرگز نہیں کہ یہ سنت ابراہیمی ہے یا اسماعیل علیہ السلام کو قربان کیا گیا یا ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی۔ ہم یا مسلمان یا امت محمدیہ ہم قربانی اس لئے کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے قربانی کی اور ہمیں بھی قربانی کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے حج پر بھی کی حج کے علاوہ بھی آپ نے قربانی کی۔

☆ امیر محمد اکرم اعوان ☆
ماہنامہ "المرشد" جولائی 1989

ہم قربانی کیوں کرتے ہیں؟ اس پر ہماری جدید تہذیب یا جدید معاشرہ یا جو نیا طبقہ ہے اس کا ایک بہت بڑا اعتراض یہ ہوتا ہے کہ یہ کروڑوں روپے یا اربوں روپے جن کے جانور ایک دن میں ایک وقت میں ذبح کر دیئے جاتے ہیں اگر بجائے جانور ذبح کرنے کے کسی اور تعمیری کام پر خرچ کئے جاتے تو بہت سے قومی مسائل کا اور بہت سی ضرورتوں کا حل نکل سکتا تھا۔ میرے خیال میں ہم پہلے اسی سوال کو لے لیں یہ بظاہر بڑا دل کش اور بڑا پرزور نظر آتا ہے۔

اس کا سیدھا اور آسان سا جواب یہ ہے کہ ہم قربانی اس لئے کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قربانی کی ہے اور قربانی کرنے کا حکم دیا ہے۔ اس کا یہ جواب ہرگز نہیں کہ یہ سنت ابراہیمی ہے یا اسماعیل علیہ السلام کو قربان کیا گیا یا ابراہیم علیہ السلام نے قربانی دی۔ ہم یا مسلمان یا امت محمدیہ ہم قربانی اس لئے کرتے ہیں کہ نبی رحمت ﷺ نے قربانی کی اور ہمیں بھی قربانی کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے حج پر بھی کی، حج کے علاوہ بھی آپ نے قربانی کی۔

اب اس سوال کا ایک دوسرا پہلو رہ گیا یہ کروڑوں اربوں روپے شاید بن جائیں تو اس کو اس حکم پر جس کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی اطاعت پر ہے کیوں لاگو کیا جاتا ہے؟ ہم روزانہ اپنے وزیروں کے جلوس نکالتے ہیں اس پر کیوں نہیں لاگو کیا جاتا؟ ہم روزانہ غیر مذہبی تہوار مناتے ہیں جو واقعی تہوار تو ہندوؤں کے ہیں لیکن اس پر کروڑوں روپے مسلمانوں کے صرف ہوتے ہیں اس پر کیوں نہیں سوچا جاتا؟ کوئی دانشور اس کے بارے میں کیوں نہیں کہتا؟ ہمارے یہاں اگلے روز چکوال میں وزیر اعلیٰ صاحب تشریف لائے تھے کوئی شخص بتا سکتا ہے کہ پورے ضلع کی کسی عدالت کسی چوکی کسی تھانے میں اس دن کوئی کام ہوا ہو۔ اس دن کی ان ملازمین کی ایک دن کی تنخواہ کا حساب لگا سکتے ہیں آپ اس کے علاوہ دوسرے اخراجات جو پیٹرول درآمد کی گئی ان کی آمدورفت کے لئے جو لاکھوں گاڑیاں آئیں اور گئیں جو لاکھوں کا تیل خرچ ہوا کیا اس سب کا حساب لگایا جا سکتا ہے؟ کیا یہ سب فضولیات نہیں ہیں؟ کیا ان کو قومی یا تعمیری کاموں پہ نہیں لگایا جا سکتا ہے؟ ان کے پیچھے نہ کسی نبی کا حکم ہے نہ کسی رسول کا حکم ہے بلکہ اللہ نے منع فرمایا ہے اللہ کے نبی نے منع فرمایا ہے اور کافروں نے یہ انداز اپنایا ہے میں نے بریڈفورڈ میں یہ دیکھا کہ ایک سیکنڈری سکول جہاں مڈل اور ہائی کے بچے پڑھتے ہیں اس میں وزیر تعلیم معائنہ کر رہا تھا اور کسی کو شہر میں خبر نہیں تھی کہ شہر میں منسٹر آیا ہوا ہے یہ اس کی ڈیوٹی میں شامل ہے۔ وہ تعلیم کا منسٹر ہے اس کی ذمہ داری ہے کہ ہر سکول کو دیکھے خود جائے بچوں کی تکالیف سے اساتذہ کی تکالیف کو سنے اور

www.naqshbandiaowaisiah.com

جمہوری انداز ہے۔ یہ اس وزیر کی ذمہ داری ہے۔ اس کے لئے کسی سفارش کی کسی خوشامد کی کسی کو چندہ دے کر لگانے کی جھوٹ کہنے کی ضرورت ہی نہیں۔ دنیا میں میں نے دیکھا کہ جب وزیر حضرات دفتر سے فارغ ہوتے ہیں تو اپنے گھر کا سودا سلف خریدنے کے لئے عام سٹوروں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ کوئی انہیں باری نہیں دیتا کہ منسٹر آ گیا ہے اسے باری دے دو بلکہ لائن میں کھڑے ہو جاتے ہیں جب اپنی باری آ جاتی ہے چیزوں کی قیمت ادا کر دیتے ہیں۔

جب ان امور کی تعلیم ہمیں اللہ کے رسول ﷺ نے دی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مدینے کے گورنر تھے اور بہت امیر صحابہ میں سے تھے۔ صحابہ غریب بھی تھے۔ لیکن جب ایران اور روم فتح ہوا اور یمن وغیرہ کی سلطنتیں فتح ہوئیں تو بہت بڑی دولت مال غنیمت میں آئی اور شروع میں آنیوالے اکابر صحابہ جو تھے ان کے حصے میں بہت بڑی بڑی دولت مال غنیمت میں آئی اور وہ بہت امیر بھی تھے۔ تو حضرت ابوہریرہ ابتدا بڑے غریب تھے اور پھر امیر بھی بڑے تھے اور مدینہ منورہ کے گورنر بھی تھے تو اپنی ضرورت کے لئے لکڑیوں کا گٹھا جنگل سے خود لے آتے تھے۔ شہر میں داخل ہوتے تو خود آواز لگاتے کہ اپنے گورنر کے لئے راستہ چھوڑ دو اپنا کام خود کر لیتے تھے اور آواز بھی اس لئے لگاتے تھے کہ سب کو پتہ چل جائے کہ گورنر بھی عام آدمی ہے۔ گورنری کرنا اس کے فرائض میں شامل کر دیا گیا ہے ورنہ وہ بھی ایک عام مسلمان ہے دوسرے مسلمانوں کی طرح۔ اس لحاظ سے یہ اعتراض اپنی اہمیت کھو دیتا ہے کہ اسے صرف رسول اللہ ﷺ کے احکام پر لاگو کیا جائے اور ان رسومات پر لاگو نہ کیا جائے جو ہم یا ہمارے حکمران ذاتی تسکین کے لئے جو رسومات ایجاد کر لیتے ہیں ان پر ہم کیوں کروڑوں روپے ضائع کرتے ہیں اسے کیوں نہ روکا جائے۔

دوسری بات یہ ہے قربانی کا ایک فلسفہ یہ ہے کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے نام نامی کے ساتھ لفظ ہے خلیل اللہ یوں تو سارے نبی اللہ کے دوست ہوتے ہیں ہر ولی اللہ کا دوست ہوتا ہے ہر مسلمان اللہ کا دوست ہوتا ہے اللہ سے دشمنی تو صرف کافر کے نصیب میں ہے لیکن بعض لوگ اس دوستی میں اس حد تک آگے چلے گئے کہ یہی ان کا نشان بن گیا جس میں سیدنا ابراہیم خلیل اللہ کا امتیازی نشان ہے۔

اب اس دوستی کا اظہار انسانوں پر بھی اور ان فرشتوں پر بھی رب جلیل نے اس طرح فرمایا خدا تو خود جانتا ہے ہر کام کو ہر بات کو ہر لمحے کو لیکن اس میں محبت ابراہیمی اور اپنے ساتھ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے تعلق کو اپنی مخلوق پر ظاہر کرنے کے لئے ایک عجیب انداز اپنایا۔ ان کی عمر اسی برس سے تجاوز کر رہی تھی تو اس وقت ان کی کوئی اولاد نہیں تھی۔ اس عمر میں ان کو بیٹا عطا فرمایا پہلے تو یہ حکم دیدیا کہ بیوی اور بچے کو وہاں تنہا چھوڑ آؤ جہاں آج بیت اللہ شریف ہے اور اس میں کئی میلوں تک بلکہ سینکڑوں میلوں تک آبادی کا نشان نہیں ملتا۔ جبرائیل امین نے رہنمائی کی اور حضرت وہاں چھوڑ آئے۔

آپ نے یہ قصہ بارہا سنا ہوگا حضرت ہاجرہ کی پریشانی حضرت اسماعیل کی بے تابی ان کا پہاڑوں پر دوڑنا اور آب زمزم کا وہاں سے نمودار ہونا۔ یہ آپ نے پڑھا بھی ہوگا سنا بھی ہوگا اس سب کے بعد جب وہ کچھ بڑے ہوئے۔ اگلے دن ایک مولانا فرما رہے تھے کہ ان کی عمر تیرہ برس تھی یا اٹھارہ برس تھی یا سترہ برس تھی۔ مختلف روایات ہیں لیکن قرآن کریم نے جو انداز اپنایا ہے وہ بڑا سادہ سا ہے۔

جب وہ آپ کے ساتھ دوڑنے کے قابل ہوا جب بچہ انگلی پکڑ کر باپ کے ساتھ چلتے ہوئے آدمی کے ساتھ دوڑ کر چلتا ہے یہ عمر تین برس سے چار پانچ سال کی ہوتی ہے۔ قرآن نے عمر کی تعین نہیں کی۔ ایک انداز اپنایا ہے۔ جب وہ ان کے ساتھ دوڑنے کے قابل ہوا، تو اللہ نے حکم دیا کہ آپ اسے میری راہ میں قربان کر دیں' تو آپ اندازہ کریں کہ جس اللہ کے بندے کی

www.naqshbandiaowaisiah.com

عمر کا وہ حصہ ہو اس حصے میں ابراہیم علیہ السلام جسے فرزند عطا ہو جس کی پیشانی میں نور نبوت درخشاں ہو پھر اس کی عمر کا وہ حصہ ہو جو پہنچنے والا ہوتا ہے اور اس پر پہلے کی جدائی پہلے کی وہ پریشانی اس کے بعد وہ حکم دیا جائے کہ اسے میری راہ میں ذبح کر دو تو اس کے لئے کتنی محبت چاہئے' حکم دینے والے کے ساتھ کہ آدمی اس کی گردن پہ چھری رکھدے تو یہ تھا وہ نظارہ جو رب العلمین نے ان فرشتوں کو بھی کرا دیا جو کہتے تھے کہ یہ تخلیق آدم سے کیا فائدہ ہوگا۔ پہلے جو زمین پر مخلوق ہے وہ بھی تو آپس میں لڑتی بھڑتی رہتی ہے۔ اور بنائیں گے آپ تو یہ بھی فساد ہی کریں گے۔ اللہ کریم نے انہیں دکھایا کہ ان میں ایسے بھی ہیں کہ جو سب کچھ میرے اشارے پر میرے نام پر میری خوشی کے لئے میری رضا مندی کیلئے انتہائی عزیز ترین متاع اپنے ہاتھوں لٹا بھی سکتے ہیں اور آپ نے تو اپنی دانست میں ذبح کر دیا لیکن جب آنکھیں کھولیں تو وہ کھڑے مسکرا رہے تھے اور دنبے کی گردن کٹ چکی تھی تو آپ حیران ہوئے تو اللہ کریم نے فرمایا۔ آپ نے اپنی بات سچی کر دی آپ نے ذبح کر دیا اب یہ میری مرضی کہ میں نے اسماعیل کو بچا لیا اور دنبہ ذبح کرا دیا۔ میری مرضی۔ لیکن آپ نے ذبح کر دیا آپ پریشان نہ ہوں۔

یہ ایک قرب الٰہی کا انتہائی اعلیٰ درجہ تھا رب جلیل نے امت محمدیہ کو جہاں بے تابی اسماعیل میں حصہ دار بنایا۔ مفت میں ہم نے کیا کچھ نہیں پایا! فرمایا تم بھی زم زم پیو تمہارے لئے بھی ہر باطنی اور ظاہری بیماریوں سے شفا ہے۔ تم بھی ان پہاڑیوں پر دوڑو۔ حضرت ہاجرہ نے بیتاب و بے قرار ہو کر ایک فرزند کو تڑپتا دیکھ کر اور انتہائی بے کسی اور بے بسی کی حالت میں دوڑی تھیں۔ لیکن تم بخیر وخوبی جاؤ آرام سے رہو کھاؤ پیو مگر ان پہاڑوں پر سات چکر اسی طرح سے بھی لگاؤ تا کہ تمہیں اسی بیتابیِ حاجرہ سے بھی حصہ ملے۔

اور فرمایا تم اللہ کی راہ میں جانور ذبح کر دو تو تمہیں ایثار ابراہیمی میں سے بھی حصہ دے دوں گا۔ تو اگر ہم اس فلسفہ قربانی کو دیکھیں اور اپنے ان چند سکوں کو دیکھیں جن سے جانور خریدتے ہیں تو کیا یہ سودا مہنگا ہے یا سستا ہے!

یہ دانشور حضرات جو اعتراض کرتے ہیں انہیں صرف دین پر اعتراض سوجھتے ہیں ورنہ یہ سودا انتہائی سستا ہے کہ آپ صرف چند روپے خرچ کر کے ثواب میں حصہ دار بن جاتے ہیں جن میں ابراہیم خلیل اللہ نے اپنے جگر گوشہ کی گردن پر چھری رکھ کے جو اجر تجلیات اور جو قرب اور ثواب کمایا تھا اسی میں سے کوئی حصہ کوئی عشر عشیر ہی کوئی ذرہ سہی لیکن ثواب تو اُسی قسم کا ملتا ہے۔ قربانی ہی کا ملتا ہے۔

اور اللہ ایسا کریم ہے کہ اس نے امت محمدیہ کے کسی فرد کو اس سے محروم نہیں رکھا۔ امیروں کو صاحب نصاب بنا کر مکہ مکرمہ کی حاضری اور حج عمر میں ایک بار آکر فرض فرمایا ہے تو جس کے پاس اسباب و وسائل نہ ہوں اس کے لئے اگر ہر جمعہ باہتمام پڑھے تو ہر جمعہ اس کے لئے حج کا درجہ رکھتا ہے اسی طرح جو آدمی وہاں نہیں پہنچ سکتا یا حج کر کے فارغ ہو چکا ہے' جہاں بھی ہے جس جگہ بھی وہ اپنی قربانی پیش کرتا ہے وہ اس قربانی میں شریک اس اجر میں شریک اس ثواب میں شریک ہو جاتا ہے۔ قرب الٰہی کی اُن کیفیات میں سے اپنا حصہ پالیتا ہے جو حجاج کرام کو وہاں نصیب ہوتی ہے۔

استطاعت ہو صاحب نصاب ہو تو حج کرے۔ لیکن قربانی کے لئے نبی رحمت اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جسے میسر آئے وہ ضرور کرے۔ کیونکہ سال میں یہ صرف تین دن آتے ہیں ان کے علاوہ کبھی یہ اجر حاصل نہیں کر سکتے۔ پھر آئندہ سال آپ کو انتظار کرنا ہوگا۔ اگر عمر نے وفا کی اور آپ نے یہ موقع پالیا۔

تو یہ ہے فلسفہ قربانی۔ ہم سنت ابراہیمی اسے اس لئے کہتے ہیں کہ یہ شروع ابراہیم علیہ السلام سے ہوئی۔ لیکن ہم کرتے ہیں حضور ﷺ کی اطاعت میں کہ اللہ نے یہ عطا

www.naqshbandiaowaisiah.com

نبی رحمت ﷺ پر کی آپ جانور قربانی کریں اور اس قربانی میں شریک ہو جائیں اور حضورؐ نے اپنے ساتھ اپنی پوری امت کو شریک فرمالیا کہ میرا جو امتی ہے وہ جانور قربان کرے اور میرے ساتھ ثواب میں شریک ہو جائے' یہ تو مختصر فلسفہ تھا قربانی کا۔

اب آیئے اس پہلو پر کہ ایک آدمی کو قربانی کے لئے کیسا یا کتنے جانور دینے چاہئیں؟ تو میرے خیال میں ہم نے جو یہ طے کر لیا ہے کہ ایک آدمی ایک بکرا دے یا ایک آدمی ایک دنبہ دے تو ایک آدمی اگر گائے یا بیل خرید لے تو اس میں یقیناً سات یا آٹھ آدمی ہوں اگر اونٹ خرید لیں تو گیارہ ہو جائیں۔ یہ بھی ہم نے ایک روش اپنالی ہے۔ ورنہ حق یہ ہے کہ جس آدمی کو جتنی استطاعت ہو اپنی حیثیت کے مطابق اسے قربانی میں اتنا حصہ لینا چاہئے چونکہ نبی کریم ﷺ نے ایک حج پر ایک عید پر اپنی طرف سے آپ نے اکیلے سو اونٹ قربانی کئے تھے۔ جس سے اس رواج کی نفی ہو جاتی ہے کہ ہر امیر غریب صرف ایک بکری پر ایک دنبے پر یا دوسری طرف ہم نکل جاتے ہیں دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے کہ فلاں نے ہزار کا دنبہ لیا ہے میں نے دس ہزار کا لیا ہے یہ ایک دوسرے کے ساتھ چکر کا معاملہ نہیں ہے یہ ایک دوسرے سے برتری کا معاملہ نہیں ہے یہ معاملہ رب جلیل کے ساتھ ہے جو حضور کی اتباع کا ہے اور اس جذبہ ایثار میں شریک ہونے کا جس کے ساتھ وہ کیفیت بھی وابستہ ہو۔ یہ یقینی بات ہے کہ اگر ہم نے خلوص سے قربانی کی تو صرف بکرا قربان نہیں ہوگا۔ صرف دنبہ قربان نہیں ہوگا۔ صرف جانور ذبح نہیں ہوگا بلکہ اللہ ہمیں توفیق دے دے کہ ہم اس کی اطاعت کیلئے اپنے مفادات کو بھی قربان کر سکیں۔ آئندہ زندگی میں ہمیں توفیق عمل مل جائے۔

ہم عبادات کے اوقات میں آرام قربان کر سکیں ہم حلال کے مقابلے میں حرام کو چھوڑ سکیں۔ ہم بھوک قبول کر لیں اور حرام نہ کھائیں یا جھوٹ بولنا چھوڑ دیں خواہ اس میں ہمیں تکلیف بھی ہو یا ہم برائی سے اجتناب کرنا شروع کر دیں کچھ ایثار بھی اگر اس میں ہو کچھ قربان بھی کرنا پڑے نقصان بھی اٹھانا پڑے اور یہ شرط ہے کہ اگر ہم نے خلوص سے قربانی کی ہماری قربانی قبول ہو جائے تو ہمیں کوئی ذرہ اُن انوارات کا نصیب ہوگا جو ابراہیم خلیل اللہ علیہ الصلوۃ والسلام کو نصیب ہوئے تھے۔ اس کا اثر یہ ہوگا کہ ہم میں عادات ابراہیمی آنا شروع ہو جائیں گی۔ یعنی ان ہی کی طرح پر ہم بھی اللہ کے احکام پر اپنے ذاتی مفادات کو قربان کرنا سیکھ جائیں گے۔ یہ قربانی کا ایک نتیجہ ہے جس سے ہم پرکھ سکتے ہیں کہ ہماری قربانی کیا رسمی تھی رواجی تھی یا خلوص کے ساتھ تھی اور منظور ہوئی کچھ میرے دل میں وہ جذبہ آیا ہے یا نہیں ہر ایک کے دل کا حال یا خدا جانتا ہے یا کسی حد تک انسان خود اندازہ کر سکتا ہے دوسرے کو کسی کا کیا پتہ!

تیسری بات یہ ہے کہ یہ بھی ایک رسم ہے کہ قربانی کے گوشت کو تین ٹکڑے کیا جائے ایک رشتہ داروں کو دیا جائے ایک غربا کو اور ایک خود کھاؤ۔ اس کی کوئی ضرورت نہیں ہوتی قربانی کرنے کے بعد آپ چاہیں خود کھائیں رشتہ داروں کو دیں۔ جو چاہیں غریبوں کو دیں اس پر کوئی پابندی نہیں۔ آپ سارا خود کھالیں کوئی پابندی نہیں سارا غریبوں کو دے دیں کوئی پابندی نہیں۔ بانٹنے کے لئے ایک مسنون طریقہ ہے کہ جب کوئی چیز آپ بانٹتے ہیں تو جو آپ کے رشتہ دار ہوتے ہیں ان کا حق دوسروں کی نسبتاً زیادہ بنتا ہے۔ انہیں دیں گے تو دوگنا ثواب ہوگا۔ اپنے اڑوس پڑوس میں دیں گے تو دوسرے باہر والے کی نسبت اس سے زیادہ ثواب ہوگا۔ اور اگر آپ سارا خود نہیں کھائیں گے کچھ خود کھالیا کچھ دوسروں کو دے دیا تو بہت سے لوگ آپ کی خوشی میں شریک ہو سکیں گے اس سے ثواب زیادہ ہو جاتا ہے۔ ورنہ یہ شرط نہیں ہے کہ آپ اسے تین برابر حصوں میں بانٹیں یہ کسی نے رواج بنایا ہے اور وہ چل رہا ہے۔

قربانی کا چمڑا آپ اجرت میں نہیں دے سکتے چونکہ وہ مساکین کا حق ہے آپ

www.naqshbandiaowaisiah.com

کسی سے قربانی کا جانور ذبح کرواتے ہیں اسے الگ سے اجرت دیں یا چمڑا آپ نے اسے دے دیا ہے تو جو چمڑے کی اصل قیمت ہے وہ غریبوں میں بانٹ دیں پھر آپ اپنی گرہ سے اس کی قیمت دے دیں تو چمڑہ قیمتاً آپ نے خرید لیا کسی کو دے دیا تو آپ نے اس کی اجرت دے دی وہ آپ کا ہو گیا وہ غربا کا حق ہے۔ حتیٰ کہ نبی رحمت اللہ علیہ وسلم نے جو اونٹ قربانی فرمائے ان کے گلے میں جو رسیاں تھیں وہ بھی خیرات کے طور پر غریبوں کو دے دیں انہیں واپس نہیں لے گئے۔

قربانی کی کھالوں کا جو استعمال ہے اس میں ایک اور گنجائش ہوتی ہے آپ استعمال کی چیزیں بنا سکتے ہیں۔ جیسے کھال سے کنویں کا ڈول آپ بنا لیتے ہیں یا آپ کوئی چارپائی بن لیتے ہیں۔ یا آپ کوئی ایسی چیز مشترکہ استعمال کی ہوتی ہے وہ بنا لیتے ہیں یا قربانی کی رقم آپ کسی راستے پہ لگا دیتے ہیں یا آج کل جیسے حکومت امداد دیتی ہے آپ پیسے جمع کر کے کوئی گلی پختہ کرنے پہ لگا دیتے ہیں۔ اجتماعی کاموں پہ آپ قربانی کی رقم خرچ کر سکتے ہیں یہ اس میں گنجائش موجود ہے یعنی قربانی کے چمڑے جو ہیں وہ اجتماعی مفاد کے کاموں پہ خرچ کیے جا سکتے ہیں جبکہ زکوۃ ہر آدمی اجتماعی کاموں پہ خرچ نہیں کر سکتا وہ مساکین کا حصہ ہوتی ہے یا مساکین کا کوئی اور ایسا ہو جو مجاز ہو وہ کرے ہر آدمی نہیں کر سکتا لیکن قربانی کا جو چمڑا ہوتا ہے اسے ہر آدمی اپنی صوابدید پر یا اجتماعی فائدے کے کام پر خرچ کرے یا مساکین پہ خرچ کر دے۔

جن جانوروں میں شراکت کی جاتی ہے ان کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے۔ تین یا پانچ یا سات حصے دار ہیں ان میں سے اگر ایک بھی حصہ دار مطمئن نہ ہو تو سب کی قربانی قبول نہیں ہوتی خواہ وہ کسی ایک بوٹی پہ ناراض ہو جائیں، خواہ چمڑے کی تقسیم پر ناراض ہو جائیں، خواہ وہ کسی ایک معاملے پہ الجھ جائیں۔ اس لئے ان سب کے لئے مصیبت یہ ہوتی ہے کہ وہ سب مل بیٹھ کر آپس میں اتفاق سے تقسیم کریں اور اس کی قیمت طے کریں کہ وہ عموماً ہمارے ہاں کم از کم ایک وہ ہمارے گاؤں جن کے حالات سے میں واقف ہوں یہاں تو یہ ہوتا ہے کہ ہمارے موچی حضرات ان جانوروں میں شریک ہو جاتے ہیں اور ان کی غرض ہوتی ہے چمڑہ لینا کیونکہ حصہ داری ہوتی ہے دوسرے کو لینے نہیں دیتے اور پھر حصہ داری کے طفیل وہ بیس یا پچیس روپے دے کر لے لیتے ہیں اور وہ چمڑا ہوتا ہے ایک سو بیس تیس روپے کا تو انہوں نے جو حصہ داری کے روپے دیئے ہوتے ہیں وہ بھی چمڑے میں واپس آ جاتے ہیں گوشت نفع کا مل جاتا ہے تو اسی طرح کاروباری افراد کی طرف سے جو قربانی کی

جاتی ہے اس شراکت [illegible]
ہوتی۔ کیونکہ ایک [illegible]
خیال سے [illegible]
قربانی ادا نہیں ہوتی۔

[illegible]

اسلامی فقہ [illegible]
[illegible]
[illegible]
خیال میں اسلام میں [illegible]
ہیں آج کل [illegible]
ایک علیحدہ اسلام [illegible]
میں [illegible]
نے ایک الگ [illegible]
قادیانیوں کا [illegible]
اپنی راہ الگ کر لی [illegible]
فرقے دیوبندی بریلوی [illegible]
ہیں جن کے اصول میں [illegible]
چھوٹا چھوٹا تھوڑا تھوڑا [illegible]
ہے کھانے پینے پر لیکن [illegible]
اسلام سے خارج نہیں [illegible]
مطالعہ میں جو بات [illegible]
تھوڑے تھوڑے اختلاف [illegible]
مسلمان ہیں۔ اور ان [illegible]
چاہئے اور آدمی [illegible]
چاہئے کہ ان کے [illegible]
کرے۔ اگر کوئی بلند آواز [illegible]
پڑھتا ہے تو وہ پڑھ لے اور اگر کوئی [illegible]

www.naqshbandiaowaisiah.com

پڑھتا ہے تو اسے برداشت کرو اگر کوئی زور سے آمین کہتا ہے تو اسے مت ٹوکو۔ کوئی آہستہ کہتا ہے تو کہہ لے۔

شیعہ اور قادیانیت جو ہیں میرے کہنے سے نہیں بلکہ شیعت میں الوہیت سے نبوت سے لے کر کتاب تک آخرت تک نماز کلمہ روزہ اور سارے فقہی مسائل نکاح طلاق جنازہ' وضو ہر چیز اپنی الگ ہی بنالی ہے ان میں سے دونوں باتیں سچ نہیں ہو سکتیں یا وہ حضرات سچ کہتے ہیں یا باقی سب لوگ سچ کہتے ہیں اس لئے دونوں کا اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اسی طرح قادیانیوں کا بہت بڑا مسئلہ نبوت ہے نبوت معمولی بات نہیں نبوت ہی دین کی بنیاد ہوتی ہے دین کے پاس اور تو کوئی بنیاد ہی نہیں۔ اللہ سے بندے کا تعلق نبی کے طفیل ہے۔ اب نبوت پر ہی جب اختلاف ہو گیا۔ ایک شخص ایک کو نبی مانتا ہے دوسرا اس کو نبی مانتا ہی نہیں تو ان میں کوئی اتفاق کی سبیل نہیں بنتی۔

ہم چونکہ بفضل اللہ اپنے کو حق پر سمجھتے ہیں لہذا ہمیں تو یہ سمجھنا پڑے گا کہ یہ دونوں حضرات جھوٹ بولتے ہیں اگر وہ جھوٹے نہیں تو پھر ہم اپنے آپ کو جھوٹا کہیں گے اگر ہم جھوٹے ہیں تو ہمیں جھوٹ پہ اصرار کیوں ہے۔ ہمیں ان کے ساتھ ملنا چاہئے اگر ہم ایسا نہیں کر رہے تو ہم یقیناً انہی کو جھوٹا سمجھتے ہیں' "دو میں سے ایک بات تو ہے ان دو کے علاوہ میں کسی فرقے کے خلاف اس حد تک نہیں جاتا ہوں کہ اسے میں کافر سمجھوں اور میرے خیال میں باقی کوئی فرقہ بھی کفر کی زد میں آتا نہیں ہے یہ مولویوں کے جھگڑے ہیں کہیں کھانے کا جھگڑا ہے کہیں گانے بجانے کا جھگڑا ہے۔ کچھ تھوڑے تھوڑے مسائل ہیں اور وہ ہمارا قومی اور اجتماعی مسئلہ ہے کہ ہم نے مولوی کے لئے کوئی پروفیشن نہیں چھوڑا۔ ہمارا مولوی اور ہمارا پیر۔ یہ دو قابل احترام ہستیاں ہیں ہمارے پاس جن کا کوئی ذریعہ معاش نہیں ہے سوائے مسجد کے۔ اگر ہم انہیں روزگار مہیا کر سکیں تو مساجد میں جھگڑا ختم ہو جائے اور باتیں صاف ہو جائیں لیکن چونکہ ان بیچاروں کا روزگار پھنسا ہوا ہے مساجد میں تو انہیں یہ فکر رہتی ہے کہ ہر مسجد کے لوگ ہر مسجد کا مولوی یہ سمجھتا ہے کہ وہ میری بات سنے اور دوسرے کی نہ سنے ایسا نہ ہو کہ وہ دوسرے کے پیچھے چلے جائیں تو مجھے پیسے کون دے گا اصل مصیبت صرف یہ ہے کہ

اور یہ واقعی بہت بڑی بات ہے ان میں یہ ان کے پیشے کے اعتبار سے ایک جھگڑا ہے۔ جیسے ہم دیکھتے ہیں لوگ بیوپاریوں سے لڑتے جھگڑتے ہیں یہ میرا بیوپاری تھا آپ نے اسے کیوں چائے پلائی حالانکہ چائے پلانا تو ایک اخلاقی بات ہے بس سے اترا دوسرا ایجنٹ اس کے گلے پڑ جاتا ہے یہ مجھ سے کوئلہ خریدتا ہے تو تو نے اسے کیوں چائے پلائی۔ وہ سمجھتا ہے اس نے چائے پلائی ہے کوئلہ بھی یہی دے گا۔ بس یہی ہمارے اس مذہبی اختلاف کی بنیاد بھی ہے۔

میرے خیال میں ہمیں برداشت کرنا چاہئے گزارا کرنا چاہئے۔

قربانی کے لئے ٹوٹل بھرتی نہیں کرنا چاہئے کہ آدمی کہے چلو خانہ پری ہو گئی۔ گزارا ہو گیا اگر ہمیں اس پر کسی اجر کی امید ہے تو ہمیں واقعی اپنے آپ پر کچھ بوجھ ڈالنا چاہئے اور اپنی طرف سے اپنی حیثیت کے مطابق کسی کے ساتھ مقابلہ نہیں ہے لیکن کم از کم اپنی حیثیت کے مطابق جس طرح ہم عید کے لئے کچھ تھوڑی سی مشکل برداشت کر کے نئے کپڑے بنا لیتے ہیں کچھ مشکل برداشت کر کے نئے جوتے بنا لیتے ہیں کچھ مشکل برداشت کر کے مٹھائی پکا لیتے ہیں۔ اسی طرح کچھ مشکل برداشت کر کے بھی قربانی اچھی اور عمدہ ہونی چاہئے ورنہ فقہا کہتے ہیں کہ جو چل کر ذبح کرنے کی جگہ پر پہنچ جائے وہ بھی جائز تو ہے۔ ایسا نہ ہو کہ چل ہی نہ سکے۔ ہاں بعض جانوروں کے سینگ ٹوٹ جاتے ہیں یا دانت ٹوٹ جاتے ہیں یا کان کٹے ہوئے ہیں تو یہ بڑا اصولی سا مسئلہ ہے کہ کوئی بھی عضو چوتھا حصہ کٹا ہوا ہو تو وہ جانور قربانی پر نہیں لگتا۔ مثلاً دانت ایک مستقل عضو ہے اگر ٹوٹا ہوا ہے دیکھ لیں اگر ایک چوتھائی ٹوٹ گیا ہے تو پھر وہ قربانی نہیں لگے گا چوتھائی سے کم ہے تو

www.naqshbandiaowaisiah.com

حرج نہیں ۔ سینگ ایک مستقل عضو ہے چوتھائی سے کم ٹوٹ گیا خیر ہے اگر چوتھا ٹوٹ گیا قربانی نہیں لگے گی۔ اسی طرح کان ہے وہ ایک مستقل عضو ہے چوتھائی سے کم کٹ گیا خیر ہے چوتھائی کٹ گیا قربانی نہیں لگے گی۔

تو اس طرح کی چیزوں کا خیال فرما لیجئے اور یہ اندازہ کر لیجئے کہ آج جو ہم اللہ کے نام پر خرچ کر رہے ہیں کل روزِ محشر ہمیں اپنے اجر کے لئے اپنی بخشش کے لئے اپنے

> جن جانوروں میں شراکت کی جاتی ہے ان کا معاملہ بڑا نازک ہوتا ہے۔ تین یا پانچ یا سات حصے دار ہیں ان میں سے اگر ایک بھی حصہ دار مطمئن نہ ہو تو سب کی قربانی قبول نہیں ہوتی خواہ وہ کسی ایک بوٹی پہ ناراض ہو جائیں، خواہ چھڑے کی تقسیم پر ناراض ہو جائیں، خواہ وہ کسی ایک معاملے پہ الجھ جائیں۔

گناہوں کے ازالے کے لئے اسی مال کو لے کر حاضر ہونا ہے کہ اللہ ہم نے یہ سجدے یہ رکوع یہ قیام یہ سجود یہ مال یہ دعائیں یہ تیری راہ میں تیرے دروازے پہ دستک دی تھی تو ان سب میں خلوص ایثار اور اللہ کی رضامندی کی طلب بنیادی شرط ہے۔ اللہ کریم ہمیں نصیب فرمائے اور ہماری چھوٹی چھوٹی کوششوں کو شرف قبولیت سے نوازیں۔

☆☆☆☆☆☆☆

مسافر

عمر بیتی جا رہی ہے صبح سے ہوتی ہے شام
پھر بھی چاہتیں کہ نہ چھوٹے ہم سے تزک واحتشام
سب اکڑتے پھر رہے ہیں شہر میں ہیں مبتلا
نفس وشیطان کے بنے ہیں ان دونوں میں ہم غلام
مرتے مرتے بچ گیا یہ سن کے عارف نے کہا
"بچتے بچتے یہ مرے گا بچ نہ پائے گا مدام"
یہ جہاں فانی ہے چونکہ یہ ہے دارالامتحاں
چھوڑنا ہے اس جہاں کو عارضی ہے یہ قیام
اس جہاں میں جنتی کی ہم کو اپنانی ہے خو
کہ کریں طعنہ زنی اور نہ ہی بے جا اتہام
مغفرت کا گر ہے خواہاں تو ہو بندوں پہ شفیق
درگزر کر دوسروں سے لے نہ ان سے انتقام
نفس امارہ کے شر سے بچ کے رہنا ہے ہمیں
کہ چڑھا اس کے جو ہتھے وہ نہ ہوگا شادکام
جو کیے تعمیر ہم نے آرزوؤں کے محل
ہوں کے چکنا چور سارے ہوگا ان کو انہدام
جانے والے جا رہے ہیں خالی ہاتھوں قبر میں
دفن کر کے آنے والے بھول جائیں یہ تمام
پیکرِ گل کو نہیں زیبا کہ اتراتا پھرے
حشر پہ ہو جس کا ایماں وہ پھرے کیوں بے لگام
ہم رہیں باہمدگر ہو کے سدا شیر وشکر
ہوں مقابل کفر کے مانند تیغ بے نیام
ہے وہی مقصود تیرا اور ہے محبوب وہ
پاک رب کے نام کا تو کر وظیفہ صبح وشام
اجنبی ہے تو اویسی اور ہے تو راہ گیر
جو رہِ حق پہ چلا دے ڈھونڈ لے ایسا امام

☆............انجینئر عبدالرزاق اویسی، ٹوبہ

المرشد کا مقام اور ہماری ذمہ داری

[illegible] انفرادی طور پر دعوت تبلیغ کے فریضہ میں پورے خلوص سے سرگرم عمل ساتھیو! آپ کی کوششیں لائق تحسین مگر ظلمت و تاریکی کے اس دور میں المرشد مانند چراغ ہے تو ہر جگہ کیوں نہیں ہے؟ ...... یوں لگتا ہے کہ شیطان لعین المرشد کی حقیقت سے واقفیت کے باعث سر توڑ کوشش میں ہے کہ ہمیں اس ناگزیر کام سے غافل رکھ کر شیخ المکرم کے افکار سے آراستہ ''المرشد'' کو دنیا میں پھیلنے سے روک سکے!

☆ ضمیر حیدر ☆
جوائنٹ ایڈیٹر ماہنامہ ''المرشد''

[illegible] اشاعت میں ایک شخص [illegible] خاموش کیوں ہیں [illegible] ناقدین نے [illegible] یہ سوال کیوں نہیں کیا جاتا [illegible] اسلامی [illegible] اقوامی صورت حال کا کون سا ایسا پہلو ہے جس پر شیخ المکرم مصلحتاً ہی خاموش رہے ہوں؟؟''

المرشد میں ناقدین کے ہر سوال کا جواب ہے اور عقیدت مندوں کے لئے تشفی کا پورا سامان ہے۔ المرشد امت مسلمہ کے ہر مسئلے کا حل قرآن وسنت کی روشنی میں پیش کرتا ہے اس مقدس میگزین میں فرد کے ذاتی معاملات سے لے کر امور جہانبانی تک مکمل راہنمائی بدرجہ اتم موجود ہے۔ عجب تر یہ کہ المرشد کبھی پرانا نہیں ہوتا۔

راہ سلوک کی اہم ترین ضرورت ''توجہ شیخ'' المرشد کے طفیل ہر گام نصیب رہتی ہے۔

تشنگان علم کو شیخ المکرم ایک ہی نصیحت فرماتے ہیں کہ ''المرشد کا مطالعہ کرو''۔

ناقدین کے لئے مبالغہ آرائی ہوگی لیکن قارئین المرشد خوب آگاہ ہیں کہ میرے شکستہ الفاظ ''المرشد'' کی تعریف کا حق ادا نہیں کر سکتے۔ مجھ عاصی کو المرشد کی حقیقتوں سے آگاہی کا دعویٰ بھی نہیں اس کے لئے قلب روشن اور چشم بینا چاہئے۔

گزارشات سے مقصود یہ ہے کہ متعدد بار شیخ المکرم مدظلہ العالی کی واضح تلقین اور المرشد کے مرتبے' مقام اور ضرورت واہمیت سے بخوبی واقف ہوتے ہوئے بھی سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کے فیض یافتہ خوش نصیبوں کا ''المرشد'' کے ساتھ سلوک کیا ہے؟؟؟

حسرت آتی ہے کہ شکوہ وشکایت اور تنقید کے ساتھ ساتھ کوئی تو ہو جو یہ جاننے کی کوشش بھی کرے کہ ''المرشد'' کیسے تیار ہوتا ہے اور اس کے جملہ مسائل کیا ہیں؟

مقام فکر ہے! کہیں ہم ناقدری کے مہلک ترین مرض میں مبتلا تو نہیں؟

المرشد میں شیخ المکرم کے خطبات چھپتے ہیں جن کے متعلق آپ فرماتے ہیں کہ ''تقریر سے قبل خود مجھے بھی علم نہیں ہوتا کہ کیا بیان کرنا ہے۔'' من جانب اللہ جو کچھ عطا ہوتا ہے من وعن ہمارے سامنے رکھ دیتے ہیں مگر دوسروں تک پہنچانا کیا ہم خدام کی ذمہ داری نہیں ہے!!!

انفرادی طور پر دعوت وتبلیغ کے فریضہ میں پورے خلوص سے سرگرم عمل ساتھیو! آپ کی کوششیں لائق تحسین مگر ظلمت وتاریکی کے اس دور میں المرشد مانند چراغ ہے تو ہر جگہ کیوں نہیں ہے؟......

یوں لگتا ہے کہ شیطان لعین المرشد کی حقیقت سے واقفیت کے باعث سر توڑ کوشش میں ہے کہ ہمیں اس ناگزیر کام سے غافل رکھ کر شیخ المکرم کے افکار سے آراستہ ''المرشد'' کو دنیا میں پھیلنے سے روک سکے!

www.naqshbandiaowaisiah.com

ڈرتے ڈرتے قلم اٹھایا ہے' اس سے زیادہ لکھنے کا اس لئے یارا نہیں کہ الحمد للہ یہ یقین نصیب ہے کہ جماعت صوفیا سے مخاطب ہوں۔ رحیم وکریم مالک کا شکر گزار ہوں کہ ساتھیوں کی توجہ اس ناگزیر عمل کی طرف مبذول کرانے کی توفیق مجھ بدکار کو عطا فرما دی۔ اے الفاظ کو تاثیر عطا کرنے والے! میرے الفاظ میں اثر پیدا فرما۔ بے شک تو ہر چیز پہ قدرت رکھتا ہے۔

قارئین! ماضی سے نکلتے ہیں' اپنی غفلت پر ندامت کے ساتھ ایک نئے عزم سے المرشد کو ہر طرف پھیلا دینے کے عظیم مشن کی ابتدا کرتے ہیں۔ جس کا آسان ترین طریقہ تو یہ ہے کہ جماعت کا ہر ساتھی المرشد کا صرف قاری نہ رہے کارکن بن جائے! مگر اس کے ساتھ ساتھ ایک مربوط اور منظم لائحہ عمل کی بھی ضرورت ہے۔ جس کے صحیح اسلوب کے لئے شیخ المکرم نے یہ اصول بیان فرمایا ہے کہ "اللہ کی رحمت پر بھروسہ رکھ کر' تمام تر وسائل واسباب بروئے کار لاتے ہوئے صحیح خطوط پر پوری کوشش' پورے خلوص اور مکمل دیانتداری کے ساتھ کر چکنے کے بعد یہ عقیدہ اور ایمان کہ نتائج واثرات بہرحال اُس بے نیاز کے دست قدرت میں ہیں۔"

اس زریں اصول کو مدنظر رکھتے ہوئے میری ناقص رائے میں اس ضمن میں درج ذیل اقدامات کی ضرورت ہے۔

1- مدیر المرشد' جوائنٹ ایڈیٹر اور مینجر سرکولیشن کے علاوہ ایک کم از کم تین رکنی کمیٹی قائم کی جائے جو مختصر وقت مقررہ کے اندر اندر تمام معاملات کا جائزہ لے اور ساتھیوں سے مشاورت کے بعد حتمی سفارشات مرتب کر کے شیخ المکرم کی خدمت میں پیش کرے۔

2- المرشد کا مرکزی دفتر قائم کیا جائے اور تمام عملہ کا آپس میں قریبی رابطہ ہوتا کہ باہم گفت وشنید کے ذریعے مختلف معاملات کو طے کر کے مسائل پر قابو پایا جا سکے۔

3- المرشد کے مالی معاملات کے لئے الگ شعبہ قائم ہو جو آمدن اور اخراجات کا جائزہ لے۔ ابتدا میں وسائل کی کمی کا مسئلہ درپیش ہوگا' مگر آگے چل کر انشاء اللہ المرشد خود کفیل ہوگا اور یہ شعبہ بھی وسعت اختیار کرے گا۔ اس لئے ضروری ہے کہ اس شعبہ کو ابتدا ہی سے صحیح خطوط پر استوار کیا جائے۔

4- اس کے بعد سرکولیشن کا شعبہ آتا ہے جو اصل ٹارگٹ ہے۔ میری ذاتی رائے میں سرکولیشن کے سلسلہ کی سب سے بڑی رکاوٹ یہ ہے کہ سالانہ ممبر شپ کے علاوہ ترسیل کا کوئی نظام موجود نہیں یکمشت سالانہ فیس کی ادائیگی اور اس کی بروقت تجدید کے معاملہ میں اکثر ساتھی غفلت کا شکار ہیں۔ ہونا یہ چاہئے کہ سالانہ ممبر شپ کے ساتھ ساتھ تمام بڑے شہروں میں المرشد کے ذیلی آفس اور بیورو چیف موجود ہوں جو ہر شہر سے جماعت کے تمام ساتھیوں کی فہرست مرتب کریں اور جن ساتھیوں کے پاس سالانہ ممبر شپ نہ ہو ان تک ہر ماہ باقاعدگی سے المرشد کو پہنچا کر نقد بدیہ وصول کریں۔ پہلے کسی ایک شہر میں اس کا تجربہ کیا جائے پھر بتدریج اس کا دائرہ کار وسیع کیا جائے۔

5- جماعت کے تمام ساتھیوں تک المرشد پہنچا کر' دوسرے مرحلے میں نئے قارئین کی طرف توجہ دی جائے۔ صاحب درد حضرات' مطالعہ کے شوقین' کتاب دوست' اور باذوق انسان تلاش کئے جائیں نیز سکولوں' کالجز' لائبریریوں اور بک سٹالوں تک المرشد کا پہنچایا جانا یقینی بنایا جائے۔

6- المرشد کو خود کفیل بنا کر مختلف ذمہ داریوں پر فائز افراد کے لئے مناسب وظیفہ کا انتظام ہو اور ان کی ذمہ داریوں کے سلسلہ میں مناسب باز پُرس کے ساتھ ساتھ سالانہ کارکردگی کا جائزہ بھی شامل ہو۔

7- آج کل تشہیر کا زمانہ ہے جبکہ تشہیر کے زور پر جھوٹ کو سچ ثابت کیا جا رہا ہے۔ ہم مناسب تشہیر سے سچ کو سچ ثابت کیوں نہیں کر سکتے؟ ضروری ہے کہ المرشد کی تشہیر رائج الوقت طریقوں کے مطابق عمل میں لائی جائے۔

نامزد کمیٹی چونکہ باہمی مشاورت سے لائحہ عمل مرتب کرے گی اس لئے کوئی ضروری نہیں کہ میری ہی تجاویز پر عمل ہو۔ جماعت کے ہر ساتھی پر فرض عائد ہوتا ہے کہ اگر آپ کو ان

www.naqshbandiaowaisiah.com

تجاویز سے اتفاق ہے یا آپ اس سے بہتر تجاویز رکھتے ہیں' دونوں صورتوں میں اپنی رائے سے آگاہ فرمایئے آپ کی آراء کا انتظار رہے گا۔

آخر میں ایک ضروری گزارش المرشد کی تیاری اور مواد سے متعلق ہے۔

میری معلومات کے مطابق اکثر ساتھیوں کی رائے یہ ہے کہ اس میں شیخ المکرم مدظلہ العالی کے خطبات کے ساتھ ساتھ جماعت کے موقف سے متعلق دیگر تائیدی مواد بھی شامل اشاعت کیا جائے۔ میں ذاتی طور پر اس رائے سے اس لئے اختلاف رکھتا ہوں کہ لا تعداد خوبیوں' بے پناہ صلاحیتوں اور انتہائی اعلی روحانی مقام پر فائز ہونے کے باوجود شیخ المکرم اپنے مرشد کامل اعلی حضرت مولانا اللہ یار خان رحمۃ اللہ علیہ کی زندہ کرامت تو ہیں مگر اُن جیسا بن جانے کا تصور بھی نہیں کر سکتے تو یقینی ہے کہ پھر کوئی ''اکرم اعوان'' بھی پیدا نہ ہوگا! تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کی زبان سے نکلے ایک ایک لفظ اور ایک ایک ادا کو آنے والی نسلوں کے لئے محفوظ کر لیا جائے اور المرشد ان کے فرمودات ہی سے مزین رہے۔ رہی مختلف سلاسلِ تصوف کے عظیم صوفیاء علیہم اجمعین کے نقطہ نظر کی بات تو شیخ المکرم کے خطبات ۱۴۰۰ سو سالہ تاریخ تصوف کی تشریح اور وضاحت کے سوا کیا ہیں؟

بصد ادب و نیاز مندی ساتھیوں سے گزارش ہے کہ ناقدین کے تبصروں سے متاثر ہونے کی بجائے ''المرشد'' کو تصوف کا نمائندہ اور سلسلہ نقشبندیہ اویسیہ کا ترجمان ہی رکھیں کہ ہم سب کی بھلائی اسی میں ہے۔

☆☆☆

☆☆☆☆☆☆☆☆☆

(نوٹ)

'المرشد کا مقام اور ہماری ذمہ داری'' شیخ المکرّم مدظلہ العالی کی خصوصی اجازت سے شائع کیا گیا ہے۔ اس سلسلہ میں شیخ المکرّم کا حکم یہ ہے کہ جو بھی تجاویز موصول ہوں ان کو مرکزی دفتر ''دارالعرفان منارہ'' بھجوایا جائے تا کہ ان تجاویز کو سامنے رکھ کر حتمی فیصلہ کیا جائے۔

آپ کی تجاویز مندرجہ ذیل پتہ پر 28 فروری 2005ء تک پہنچ جانی چاہئیں۔

پتہ :۔ دفتر ماہنامہ ''المرشد''

اے۔ ٹی۔ ایم بلڈنگ پُل کوریاں

'سمندری روڈ فیصل آباد' فون 041-668819